اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصباح

چندہ سالانہ دو روپے

احمدی خواتین کا مذہبی علمی اور ادبی ماہوار رسالہ

قادیان دار الامان سے ہر مہینہ کی پندرہ ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

بابت ماہ ذوالحجہ ۱۳۵۹ھ مطابق اپریل ۱۹۴۱ء

ماہ شہادت ۱۳۲۰ ہش

ایڈیٹر

محمد یعقوب مولوی فاضل

جلد ۱۵ نمبر ۴

دعاء

عزیزم مولوی عبد المنان صاحب عمر ایم - اے (سلمہ اللہ) کی خانہ آبادی کی اطلاع ملی - دُولہا سے جو جسمانی نسبت ہے وہ تو ہے ہی مگر دلہن اور ان کے خاندان سے جو ذاتی اور قومی انسیت ہے وہ بھی کچھ کم نہیں - انہی دوہرے تعلقات کی بنا پر ذیل کے اشعار زبانِ قلم پر آ گئے - دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو قوم کی آرزوؤں کا مرجع بنائے - آمین

خدا کے بیکراں احسان نے یہ دن دکھایا ہے عزیز از جان ماموں کو مرے دُولہا بنایا ہے
بہت مدت کے اک احساسِ خفتہ کو جگایا ہے سنہرے خواب کی تعبیر کا اب وقت آیا ہے

ثناؤ حمد گائی ہے تشکر ریز نغموں نے
کیا سجدہ ادا پُر جوش کیفیت کے جذبوں نے

مرے مولا! تیری بخشش پہ، فضلِ بے نہایت پر ترے لطفِ کریمانہ، ترے بحرِ سخاوت پر
بڑھے ہیں حوصلے دل کے تری جود و عنایت پر تمنائے دلی آئی ہے، بابِ استجابت پر

دُعائیں قلب کی گہرائیوں سے اُٹھ کے آئی ہیں
تری درگاہِ عالی میں، یہ معروضات لائی ہیں

حسین جوڑی یہ یا رب حاملِ صد خیر و برکت ہو مثالِ شیر و شکر، یہ طلبگارِ محبت ہو
یہ اس دنیائے مضطر کیلئے، سامانِ راحت ہو یہ اپنی قوم کی اور، خانداں کی فخر و زینت ہو

مرے قادر! رہیں یہ تیرے فضلوں کے قریں دونوں
مرے نانا کے پاکیزہ ارادوں کے امیں دونوں

شمیم (برما)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شذرات

(۱)

مصباح جماعت احمدیہ کی خواتین کا واحد مذہبی علمی اور ادبی رسالہ ہے جو چودہ سال سے اپنے حلقۂ اثر میں نہایت گرانقدر دینی اور ملی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ مگر یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ خواتین نے اسکی اہمیت کو کبھی بھی پورے طور پر نہیں سمجھا۔ مَیں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنے رسالہ کی خریداری کا حلقہ وسیع کریں۔ اور جو خریدار ہیں وہ اپنے بقایوں کو صاف کر کے آئندہ کیلئے پیشگی قیمت مرحمت فرمائیں۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس آواز کا کبھی اُمید افزا جواب نہیں ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مالی مشکلات کی وجہ سے جنوری کی اشاعت کے بعد فروری اور مارچ دو ماہ میں مصباح کا کوئی پرچہ شائع نہیں ہو سکا۔ خریداروں کو بیشک اس بات کا شکوہ ہو گا کہ مصباح انہیں کیوں نہیں ملا۔ مگر جب فنڈ اتنا کمزور ہو کہ کتابت اور طباعت کے اخراجات کیلئے بھی کوئی رقم پاس نہ ہو تو رسالہ کس طرح شائع ہو سکتا تھا۔ اب اپریل میں مصباح کو پھر اس اُمید کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے کہ خواتین اپنے رسالہ کی طرف توجہ کریں گی۔ اور بقایا دار اپنا اپنا بقایا صاف کر کے مصباح کے فنڈ کو مضبوط کرنے میں حصہ لیں گے۔ قادیان میں جو بہنیں بقایا دار ہیں، اُن تمام کی خدمت میں چٹھیاں بھجوائی جا چکی ہیں۔ اُمید ہے کہ وہ ان کا عملی جواب دیکر ہمیں ممنون فرمائیں گی۔ اور ساتھ ہی آئندہ سال کا چندہ پیشگی ارسال فرمائیں گی۔ اگر انہوں نے صرف بقایا ادا کر دیا۔ اور آئندہ سال کا چندہ پیشگی ارسال نہ فرمایا تو دفتر ان کے نام رسالہ جاری نہیں رکھ سکے گا۔

(۲)

بیرونی جماعتوں میں بھی بہت سی بقایا دار خواتین موجود ہیں اور اندازاً چھ سات سو روپیہ ان کے ذمہ ہے۔ اگر وہ صرف اپنا بقایا ہی ادا کر دیں۔ تو مصباح موت و حیات کی کشمکش سے آزاد ہو سکتا ہے۔ اور توقع ہے کہ وہ آئندہ التزام کے ساتھ شائع ہوتا رہے۔ پس مَیں اس نوٹ کے ذریعہ بیرونی خواتین سے بالخصوص درخواست کرتا ہوں کہ وہ رسالہ کی اشاعت کو بڑھانے میں سرگرم حصہ لیں اور اپنا اپنا بقایا ادا کرنے کی کوشش کریں۔ مصباح کا سالانہ چندہ صرف دو روپیہ ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ ماہوار اڑھائی تین آنے چندہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اگر اتنا معمولی چندہ بھی ادا نہ کیا جائے تو کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے کہ مصباح کی اہمیت کو سمجھا جاتا ہے۔ سکول میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں سے تو اس سے بھی کم یعنی صرف

ڈیڑھ روپیہ چندہ لیا جاتا ہے - اور یہ موجودہ زمانہ کی گرانیٔ اخراجات کے مقابلہ میں نہایت ہلکا چندہ ہے - آجکل کاغذ بے حد گراں ہو چکا ہے - اور طباعت کے اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں - ایسے حالات میں بہنوں کو چاہیئے کہ وہ ہماری مشکلات کا احساس کریں - اور مصباح کی مالی حالت کو درست کرنے میں نمایاں حصہ لیں ۔

(۳)

مصباح کے مضامین اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اعلیٰ پایہ کے ہوتے ہیں - مگر ایک کمی ہے جو ایک لمبے عرصہ سے محسوس کی جا رہی ہے - اور وہ یہ کہ ہماری جماعت کی ذی علم خواتین مضامین لکھنے کیطرف توجہ نہیں کرتیں قادیان میں بھی اور بیرونی جماعتوں میں بھی اچھے سے اچھے مضامین لکھنے والی خواتین موجود ہیں - اور وہ اگر چاہیں تو مصباح کے مضامین میں تنوع اور دلچسپی پیدا کر سکتی ہیں - ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اپنی سستی کو دور کریں اور مذہبی علمی ادبی اور سیاسی مضامین وقتاً فوقتاً ارسال فرماتی رہیں اگر وہ اس طرف توجہ کریں تو مصباح موجودہ حالت سے یقیناً بہت زیادہ دلچسپ اور مفید ہو سکتا ہے ۔

(۴)

مصباح کی توسیع اشاعت اور اسکو دلچسپ بنانے کا سوال چونکہ بہت اہم ہے - اسلیے بہنوں کو چاہیئے کہ وہ اس سوال پر غور کریں - اور جو تجاویز ان کے ذہن میں آئیں وہ دفتر کو لکھکر ارسال فرمائیں ایسی تجاویز مصباح میں شائع کر دیجائینگی - اور پھر انکے حسن و قبح پر غور کر کے مفید تجاویز کو جامۂ عمل پہنانے کی کوشش کیجائیگی - مثلاً اسی پرچہ میں ایک بہن کیطرف سے یہ تجویز پیش کی جا رہی ہے کہ جن عورتوں کے شوہر پچاس روپیہ سے کم تنخواہ پاتے ہیں ان سے تو دو روپیہ ہی چندہ لیا جائے مگر جنکی تنخواہ پچاس سے زیادہ ہو - اُن سے پانچ روپیہ چندہ وصول کیا جائے - اسی طرح کی اور تجاویز اگر کسی کے ذہن میں آئیں - تو لکھ کر بھجوا دی جائیں - تاکہ یکجائی طور پر ان پر غور کیا جا سکے ۔

(۵)

مَیں اس موقعہ پر مصباح سوسائٹی کے متعلق بھی چند الفاظ کہے بغیر نہیں رہ سکتا - مجھے افسوس ہے کہ یہ سوسائٹی کچھ عرصہ سے ایسے رنگ میں کام نہیں کر رہی جو اسکے مقصد کے مطابق ہو - دنیا میں نام کبھی کوئی حقیقت نہیں رکھتے، جب تک ان کے مطابق کام نہ ہوں - پس سوسائٹی جس غرض کے لئے معرض وجود میں آئی تھی - وہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے - اور مصباح کی ترقی کے لئے کچھ کام کر کے دکھانا چاہیئے ۔

(۶)

آخر میں اس امر کا اعلان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا - اور مالی مشکلات ہمارے سدّ راہ نہ ہوئیں تو مئی سے ہر مہینہ کی یکم تاریخ کو مصباح شائع کیا جائیگا - گویا اگلا پرچہ بجائے ۱۵ مئی کے یکم مئی کو شائع کرنے کی کوشش کیجائیگی - اور یہی التزام آئندہ انشاء اللہ جاری رہیگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ اماء اللہ کے قیام کا مقصد

(از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

لجنہ اماء اللہ کی بنیاد جن اصول پر قائم ہے۔ ان کی توضیح کے لئے جنرل سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ قادیان کے ارشاد کے ماتحت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وہ ابتدائی تحریک درج ذیل کی جاتی ہے جو حضور نے لجنہ کے قیام کے وقت بصورت اشتہار شائع فرمائی۔ حضور نے گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی فرمایا تھا کہ "ہر عورت کا فرض ہے کہ ہر گاؤں میں لجنہ قائم کرے"۔ حضور کے اس ارشاد پر عمل کرنا تمام جماعتہائے احمدیہ کی مستورات کا فرض ہے انہیں چاہیئے کہ وہ حضور کے اس حکم کو ملحوظ رکھتے ہوئے فوری طور پر اپنے اپنے مقام پر لجنہ قائم کریں۔ اور دفتر مرکزیہ کو ماہوار رپورٹ بھجواتی رہیں۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس کے ذریعہ جماعت کی مستورات کو کیا کیا فوائد پہنچ سکتے ہیں۔ ان سوالات کے جوابات کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ذیل کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

(ایڈیٹر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے۔ جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ عورتوں میں ابتک اس کا احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہماری زندگی کس طرح صرف ہونی چاہیئے۔ جس سے ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے مرنے کے بعد بلکہ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہو سکیں۔

اگر غور کیا جائے تو اکثر عورتیں اس امر کو محسوس نہیں کرینگی۔ کہ روزمرہ کے کاموں کے سوا کوئی اور بھی کام کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔

دشمنان اسلام میں عورتوں کی کوششوں سے جو روح بچوں میں پیدا کی جاتی ہے۔ اور جو بدگمانی اسلام کی نسبت پھیلائی جاتی ہے۔ اس کا اگر کوئی توڑ ہو سکتا ہے تو وہ عورتوں ہی کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔ اور بچوں میں اگر قربانی کا مادہ پیدا ہو سکتا ہے تو وہ بھی ماں ہی کے ذریعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ پس علاوہ اپنی روحانی و علمی ترقی کے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہے کیونکہ بڑے ہو کر جو اثر بچے قبول کر سکتے ہیں وہ ایسا گہرا نہیں ہوتا۔ جو بچپن میں قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی اصلاح بھی عورتوں کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔

ان امور کو مدنظر رکھکر ایسی بہنوں کو جو اس خیال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی مؤید ہوں اور مندرجہ ذیل باتوں کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہوں دعوت دیتا ہوں کہ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مل کر کام شروع کریں۔ اگر آپ بھی مندرجہ ذیل باتوں سے متفق ہوں تو مہربانی کر کے مجھے اطلاع دیں تا کہ اس کام کو جلد سے جلد شروع کر دیا جائے۔

(۱) اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں باہم ملکر اپنے علم کو بڑہانے اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔

(۲) اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کیلئے ایک انجمن قائم کیجائے تا کہ اس کام کو باقاعدگی سے جاری رکھا جا سکے۔

(۳) اس بات کی ضرورت ہے کہ اس انجمن کو چلانے کے لئے کچھ قواعد ہوں۔ جن کی پابندی ہر رکن پر واجب ہو۔

(۴) اس امر کی ضرورت ہے کہ قواعد و ضوابط سلسلہ احمدیہ کے پیش کردہ اسلام کے مطابق ہوں اور اسکی ترقی اور اس کے استحکام میں ممد ہوں۔

(۵) اس امر کی ضرورت ہے کہ جلسوں میں اسلام کے مختلف مسائل خصوصاً ان پر جو اس وقت کے حالات کے متعلق ہوں مضامین پڑھے جائیں۔ اور وہ خود اراکین انجمن کے لکھے ہوں۔ تا کہ اسطرح علم کے استعمال کرنیکا ملکہ پیدا ہو۔

(۶) اس امر کی ضرورت ہے کہ علم بڑھانے کیلئے ایسے مضامین پر جنہیں انجمن ضروری سمجھے۔ اسلام کے واقف لوگوں سے لیکچر کروائے جائیں۔

(۷) اس امر کی ضرورت ہے کہ جماعت میں وحدت کی روح قائم رکھنے کیلئے جو بھی خلیفہ وقت ہو۔ اسکی تیار کردہ اسکیم کے مطابق اور اس کی ترقی کو مدنظر رکھکر تمام کارروائیاں ہوں۔

(۸) اس امر کی ضرورت ہے کہ تم اتحاد جماعت کے بڑھانے کیلئے ایسی ہی کوشاں رہو۔ جیسے کہ ہر مسلمان کا فرض قرآن کریم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اور اس کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار رہو۔

(۹) اس امر کی ضرورت ہے کہ اپنے اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہو اور صرف کھانے پینے۔ پہننے تک اپنی توجہ کو محدود نہ رکھو۔ اس کے لئے ایک دوسری کی پوری مدد کرنی چاہیئے۔ اور ایسے ذرائع پر غور اور عمل کرنا چاہیئے۔

(۱۰) اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں کی تربیت میں اپنی ذمہ واری کو خاص طور پر سمجھو۔ اور ان کو دین سے غافل اور سست بنانے کی بجائے چست۔ ہوشیار۔ تکلیف برداشت کرنے والے بناؤ۔ اور دین کے مسائل جس قدر معلوم ہوں۔ اُن سے انکو واقف کرو۔ اور خدا رسولؐ۔ مسیح موعودؑ۔ اور خلفاء کی محبت اور اطاعت کا مادہ ان کے اندر پیدا کرو۔ اسلام کی خاطر اور اس کے منشاء کے مطابق اپنی زندگیاں خرچ کرنے کا جوش انمیں پیدا کرو۔ اس لئے اس کام کو بجالانے کے لئے تجاویز سوچو۔ اور ان پر عملدرآمد کرو۔

(۱۱) اس امر کی ضرورت ہے کہ جب ملکر کام کیا جائے تو ایکدوسرے کی غلطیوں سے چشم پوشی کیجائے۔ اور صبر اور ہمت سے اصلاح کی کوشش کی جائے۔ نہ کہ ناراضگی اور خفگی سے تفرقہ بڑھایا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۲) چونکہ ہر ایک کام جب شروع کیا جائے تو لوگ اسپر ہنستے ہیں اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اسلئے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ لوگوں کی ہنسی اور ٹھٹھے کی پرواہ نہ کیجائے اور بہنوں کی الگ الگ مہنوں یا طعنوں یا مجلس کے ٹھٹھوں کو بہادری وہمت سے برداشت کا سبق اور اسکی طاقت کا مادہ پیدا کرنے کا ملکہ پہلے ہی سے حاصل کیا جائے۔ تاکہ اس نمونہ کو دیکھ کر دوسری بہنوں کو بھی اس کام کی طرف توجہ پیدا ہو ؛

(۱۳) اس امر کی ضرورت ہے کہ اس خیال کو مضبوط کرنے کے لئے۔ اور ہمیشہ کے لئے جاری رکھنے کے لئے اپنی ہمخیال بنائی جائیں۔ اور یہ کام اس صورت میں چل سکتا ہے کہ ہر ایک بہن جو اس مجلس میں شامل ہو اپنا فرض سمجھے کہ دوسری بہنوں کو بھی اپنا ہمخیال بنائے گی ؛

(۱۴) اس امر کی ضرورت ہے کہ اس کام کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے صرف وہی بہنیں انجمن کی کارکن بنائی جائیں جو ان خیالات سے پوری متفق ہوں۔ اور اگر کسی وقت خدانخواستہ کوئی متفق نہ رہے۔ تو وہ بطیب خاطر انجمن سے علیحدہ ہو جائے۔ یا بصورت دیگر علیحدہ کی جائے ؛

(۱۵) چونکہ جماعت کسی خاص گروہ کا نام نہیں چھوٹے بڑے۔ غریب۔ امیر سب کا نام جماعت ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس انجمن میں غریب امیر کی کوئی تفریق نہ ہو۔ بلکہ غریب اور امیر دونوں میں محبت اور مساوات پیدا کرنے کی کوشش کیجائے اور ایک دوسرے کی حقارت اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کا مادہ دلوں سے دُور کیا جائے۔ کہ باوجود مدارج کے فرق کے اصل میں سب مرد بھائی بھائی اور سب عورتیں بہنیں بہنیں ہیں ؛

(۱۶) اس امر کی ضرورت ہے کہ عملی طور پر خدمتِ اسلام کے لئے۔ اور اپنی غریب بہنوں اور بھائیوں کی مدد کے لئے بعض طریق تجویز کئے جائیں۔ اور ان کے مطابق عمل کیا جائے ؛

(۱۷) اس امر کی ضرورت ہے کہ چونکہ سب مدد اور سب برکت اور سب کامیابیاں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ اس لئے دُعا کی جائے اور کرائی جائے۔ کہ ہمیں وہ مقاصد الہام ہوں جو ہماری پیدائش میں اسنے مدنظر رکھے ہیں۔ اور ان مقاصد کے پورا کرنے کیلئے بہتر سے بہتر ذرائع پر اطلاع۔ اور پھر ان ذرائع کے احسن سے احسن طور پر پورا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اور ہمارا خاتمہ بخیر کرے۔ آیندہ آنیوالی نسلوں کی بھی اپنے فضل سے رہنمائی کرے۔ اور اس کام کو اپنی مرضی کے مطابق ہمیشہ کے لئے جاری رکھے۔ یہاں تک کہ اس دنیا کی عمر تمام ہو جائے ؛

اگر آپ ان خیالات سے متفق ہیں۔ اور ان کے مطابق اور موافق قواعد پر جو بعد میں انجمن میں پیش کرکے پاس کئے جارہے ہیں۔ اور کئے جاینگے عمل کرنے کیلئے تیار ہوں تو مہربانی کرکے اس کاغذ پر دستخط کردیں۔ بعد میں ان قواعد پر ہر ایک بہن سے علیحدہ علیحدہ دستخط لیکر اقرار و معاہدے لئے جائینگے ؛

پتہ:۔ سیکرٹری لجنہ اماءاللہ قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی غزوات پر نظر

دنیا میں اس وقت ایک ہولناک جنگ جاری ہے۔ جس سے بڑی بڑی قومیں پریشان ہو رہی ہیں۔ جنگ کرنے والے خدا کی محبت کو بھول کر۔ انسان کی انسانیت کو بھی پسِ پُشت ڈال چکے ہیں۔ اور ہمدردی اور شفقت کا جذبہ مٹ چکا ہے۔ چنانچہ جرمنی نے اپنی دشمن قوموں کے ملکوں پر ایسے اندھادھند حملے کئے ہیں کہ اُن کے گھر ویران ہو چکے ہیں۔ ان کے مال و اسباب برباد ہو چکے ہیں۔ ان کے مکانوں میں جہاں جہاں لوہا صرف ہوا تھا اسے اُتار لیا گیا ہے۔ ان کے مال مویشی قبضہ میں کر لئے گئے ہیں۔ اور یہ سب کچھ یا تو جرمنی بھیجدیا گیا ہے۔ یا پھر انہی ممالک میں مقیم جرمنوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور آج ان ممالک کے لوگوں کی حالت سخت عبرتناک بن چکی ہے۔ کھانے پینے کے لئے وہ ترس رہے ہیں۔ رہنے سہنے کے لئے ان کے پاس کوئی جگہ نہیں۔ عزت و آبرو نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ لوگوں میں مایوسی اور بےچینی بڑھ رہی ہے۔ ریلیں کام نہیں کر رہیں۔ منڈیاں سنسان اور زمین بنجر اور غیر آباد پڑی ہے۔ اسیطرح نوجوانوں۔ بوڑھوں۔ مردوں اور عورتوں سب کو بلادریغ مارا جاتا ہے۔ اور جو گرفتار کئے جاتے ہیں۔ ان سے سخت سے سخت کام لیا جاتا اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا جاتا ہے۔

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ جہاں کچھ انسان اکٹھے بیٹھیں وہاں کبھی ناچاقی بھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ دنیا کچھ ملکوں اور قوموں کا نام ہے۔ اس لئے اس میں جنگ ہونا لازمی امر ہے۔ لیکن برعکس اس کے جب ہم آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کی تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے بھی جنگیں ہوتی تھیں اور آپ کے تشریف لانے پر بھی ہوئیں۔ لیکن موجودہ زمانہ کی جنگوں اور اسلامی جنگوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اِسلام کی تعلیم میں خوشی و انبساط کے پہلو صاف طور پر جھلکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اِسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے وہ کسی انسان کی مذہبی۔ تمدنی۔ اور اقتصادی آزادی میں فرق نہیں ڈالتا۔ وہ جنگ و جدل اور خونریزی کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ صلح و آشتی اور پیار و محبت کا علمبردار ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اگر اسلام کی یہی تعلیم ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں جنگوں کا بازار کیوں گرم ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت جس قدر جنگیں ہوئیں۔ وہ صرف دفاعی تھیں۔ اور ان دفاعی جنگوں میں بھی آپ نے دشمنوں کے ساتھ نہایت نرم سلوک کیا۔ بلکہ مکی زندگی میں تو دشمنوں کے شدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظلم وستم کے باوجود آپنے ان کا مقابلہ نہیں کیا۔ مثلاً مکی زندگی میں اہل مکہ نے آپکی تعلیم سے بیزار ہوکر آپ کا بائیکاٹ کر دیا۔ اور بائیکاٹ کے دنوں میں آپ کو ایک پہاڑی مقام میں چھپ کر رہنا پڑا۔ جہاں آپ کو سخت سے سخت تکالیف پہنچیں۔ پھر طائف کے سفر میں لوگوں نے آپ پر پتھروں کی بارش برسائی۔ اسی پر بس نہیں۔ آپکے قتل کا مشورہ کیا گیا۔ مگر باوجود ان تکالیف کے آپنے ان سے کوئی برا سلوک نہیں کیا۔ آخر خدائی حکم کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی۔ اور مدینہ تشریف لے گئے۔ وہاں بھی دشمنوں نے آپکو آرام کا سانس نہ لینے دیا۔ جب دشمنوں کے ظلم وستم کی انتہا ہوگئی تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کی اجازت دے دی۔

اور فرمایا۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر۔

آپکے زمانہ میں لڑائی کا طریق یہ تھا۔ کہ پہلے باری باری فریقین کے چند سپاہی آپس میں مقابلہ کرتے۔ اور پھر عام حملہ ہو جاتا۔ مگر اس حالت میں بھی جب دشمن سے جنگ ہو رہی ہوتی۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوتا۔ جب قدرتی طور پر ہمدردی وشفقت کے جذبات مٹ چکے ہوتے ہیں۔ اور انتقامی قوت جوش میں ہوتی ہے۔ جب تلواروں کی چمک آنکھوں کو چکا چوند کئے دیتی ہے۔ اور خون کی ندیاں بہہ رہی ہوتی ہیں۔ ہاں ایسے نازک وقت میں بھی اسلام مومنوں کو کہتا ہے۔ کہ دیکھنا عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہ دینا۔ جوش میں آکر شریعت سے متجاوز نہ ہو جانا۔ بچوں۔ عورتوں اور مذہبی لوگوں یعنی پنڈتوں اور پادریوں وغیرہ کی جان و مال کی حفاظت کرنا۔ پھلدار درختوں اور سرسبز کھیتوں کو نہ کاٹنا۔ عبادتگاہوں کو نہ گرانا۔ پبلک راستوں کو بند نہ کرنا۔ اگر کوئی غیر مسلم تمہارے پاس آئے۔ تو اُسے آنے دینا۔ اگر دشمن صلح کیلئے کہے تو کبھی سختی اور بدظنی سے کام نہ لینا۔ بلکہ صلح کر لینا۔ اسی طرح مثلہ کرنے کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ اللہ کیسی عمدہ تعلیم ہے۔ اور کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے قبل کیا جنگ کے دوران میں کیا۔ اور جنگ کے بعد کیا۔ ہمیشہ دشمنوں کے احساسات و جذبات کا خیال رکھا۔

جنگِ بدر کے بعد جو جنگی قیدی گرفتار ہوکر آپکی خدمت میں آئے۔ آپنے ان سب کو حسب توفیق فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ حالانکہ آپ کی ہجرت کا موجب وہی تھے۔ اور وہ کئی بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے بھی مرتکب ہو چکے تھے۔ اسیران جنگ عام طور پر صحابہ کرام میں تقسیم ہو جاتے تھے۔ جنہیں یہی تلقین ہوتی۔ کہ تمہارا فرض ہے۔ تم اپنا مال۔ اپنا کھانا سب ان کے آرام کیلئے صرف کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود بیشک تکلیف اٹھاؤ لیکن ان کے آرام کا خیال رکھو۔ غرض اسلام ہر قدم پر مسلمانوں پر پابندیاں عائد کرتا۔ اور جنگ کو بھی خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بتاتا ہے۔ دُنیا میں عام طور پر فاتح اقوام مفتوح اقوام کو سخت ذلیل اور حقیر خیال کرتی ہیں۔ لیکن اسلام مفتوح کو تو کیا غلاموں سے بھی حسنِ سلوک کی تاکید کرتا ہے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں کے ساتھ جو سلوک کیا۔ وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ آپؐ نہ صرف اپنے فدائیوں اور جان نثاروں کیلئے رحمت تھے۔ بلکہ اپنے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے لئے بھی مجسمہ رحمت تھے۔ اللّٰھم صل علی محمدٍ وعلی آل محمدٍ وبارک وسلم انک حمید مجید۔ (امۃ اللہ درجہ ثالثہ)

اسلام اور جنگ

اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اور مسلمان کے ہاتھ سے ہر شخص کی جان و مال اور عزت محفوظ ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی اسلامی تاریخ میں لڑائیوں کا ایک طویل سلسلہ نظر آتا ہے۔ حالانکہ اسلام اور لڑائی مسلمان اور جنگ بظاہر دو متضاد الفاظ ہیں۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے ہمیں ان وجوہ کو دیکھنا چاہیئے۔ جن کے ماتحت مسلمانوں کے لئے سوائے لڑائی کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں مخالفین اسلام اور مشرکین کی انتہائی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح اسلام کی ترقی کو روکا جائے اس کیلئے وہ ہر ممکن طریق بروئے کار لائے۔ اور انہوں نے کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کا استیصال کر دیں۔ زبانی باتوں اور دلائل و براہین سے تو اسلام مغلوب نہ ہو سکتا تھا۔ آخری حربہ انہوں نے یہ اختیار کیا کہ لڑائی کے ذریعہ اس کو نابود کیا جائے۔ چنانچہ انفرادی طور پر مسلمانوں پر جو جو مصیبتیں ڈھائیں۔ جو جو خطرناک مصائب ان کو جھیلنے پڑے۔ اور جن صبر آزما حالات سے ان کو دوچار ہونا پڑا۔ ان سے مخالفین کے ارادے ظاہر ہیں۔ مگر جب اس طرح مسلمانوں کی آواز کو وہ نہ دبا سکے تو پھر بحیثیت قوم مسلمانوں کو لڑائی کی مصیبت میں ڈالا گیا۔ وہ وقت مسلمانوں کے دردناک مصائب میں اور بھی اضافہ کرنے والا تھا۔ اور یہی وہ آخری ہتھیار تھا جس سے وہ اسلام کو ہمیشہ کیلئے دنیا سے مٹا دینا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کو اپنی جمعیت، ساز و سامان اور دوسرے ذرائع پر بھی ناز تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح مسلمانوں کو زک پہنچا سکینگے۔ لیکن مسلمانوں میں قربانی اور جہاد فی سبیل اللہ کی رُوح کام کر رہی تھی۔ وہ ان تمام مصائب کو جو ان کے لئے جنت کو قریب کر دینے کا باعث تھے۔ خوشی سے جھیلتے تھے۔ اور اس راہ میں کسی بڑی سے بڑی تکلیف کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس مسلمان لڑائی کے میدان میں اسوقت کودے جب وہ جنگ کے لئے مجبور کر دیئے گئے تھے۔ ورنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے وہ احکام جو آپ نے جنگ کے متعلق دیئے ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کی آگ آخری وقت تک فرو کرنے کے لئے انتہائی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہاں اگر جنگ ناگزیر ہو جائے۔ تو نہایت بہادری سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کی زندگی میں تیرہ سال تک دشمن کے مظالم کا تختہ مشق بنے رہے۔ اور آپکو اور آپ کے متبعین کو سخت سے سخت تکلیفیں دی گئیں۔ مگر آپ نے نہایت صبر اور تحمل سے ان کو برداشت کیا۔ ہاں جب کفار کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ جب تکالیف ختم ہونے میں نہ آئیں۔ اور جب صبر اور حلم نے پتھر دل کفار پر اثر نہ کیا۔

اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں جو آنحضور کی زندگی کا واحد مقصد تھا۔ رخنہ واقع ہونے لگا۔ تو اس وقت یہ ضروری ہوا۔ کہ لڑائی کا جواب لڑائی سے دیا جائے۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ ان لڑائیوں سے جبراً اسلام کی اشاعت مقصود تھی۔ تو یہ اس کی نافہمی ہے۔ کیونکہ مسلمان کسی صورت میں بھی لڑائی میں ابتدا کرنے والے نہیں۔ لڑائیوں میں مخالفین اور مسلمانوں کے ساز و سامان میں بہت نمایاں فرق ہوتا تھا۔ اور بظاہر اگر مسلمانوں کے شامل حال خدائی نصرت نہ ہوتی تو ان کی شکست یقینی ہوتی۔ صرف ایک بات تھی جو انکے حوصلوں کو بڑھاتی تھی۔ اور وہ خدائی نصرت کے وعدے اور خدا کے قرب کی امید تھی۔ انہوں نے لڑائیاں کیں اور یقیناً کیں۔ مگر ان کا مقصد صرف اُن روکوں کو دُور کرنا تھا جو اسلام کی اشاعت کے راستے میں حائل تھیں۔ وہ بیشک لڑتے تھے مگر حلم ہمیشہ پیش نظر رہتا تھا۔ لڑائی میں جاتے تھے مگر دوسروں کی تکالیف مدنظر رہتی تھیں کسی مذہبی آدمی کو قتل نہ کیا جاتا۔ کوئی فصل تباہ نہ کیجاتی۔ کسی مکان کو گرایا نہ جاتا۔ جو امان چاہتا اس کو امان دیجاتی۔ عورتوں اور بچوں سے حسن سلوک کیا جاتا۔ جنگی قیدیوں سے نہایت اعلےٰ سلوک روا رکھا جاتا۔ یہانتک کہ تاریخوں میں آتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہؓ خود کھجوریں کھاتے اور انکو روٹی کھلاتے۔ اور خود تکالیف برداشت کرتے اور انکو آرام پہنچاتے۔

پس اسلامی غزوات پر اگر نظر ڈالی جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو جب وہ کمزور تھے۔ مصائب برداشت کرنے پڑے۔ اور جب فتح مکہ اور دوسری لڑائیوں کے نتیجہ میں غالب آئے تو دشمنوں کو درگذر کرنا پڑا۔ گویا اسلامی لڑائیاں مسلمانوں کے اخلاق کو ظاہر کرنیکا ایک ذریعہ تھیں۔ اور خدا تعالیٰ دنیا کو یہ بات بتانا چاہتا تھا کہ وہ مسلمان جو امن اور سلامتی کے پیغام کے حامل ہیں جب کمزور ہوتے ہیں تو اسوقت مصائب جھیلتے ہیں۔ اور جب طاقتور ہو جاتے ہیں تو اسوقت

انکے ہاتھ سے ہر ایک کی جان مال اور عزت محفوظ ہوتی ہے۔ اور اسطرح ہر حالت میں مسلمان امن اور سلامتی کے حامل ہوتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلعم کی خشیتِ الٰہی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خشیتِ الٰہی کا ثبوت آپکی دُعاؤں سے خوب ملتا ہے۔ انسان جس وقت لوگوں سے جدا ہو کر دُعا مانگتا ہے تو اسوقت اس میں کوئی بناوٹ نہیں ہوتی بلکہ اسکی زبان قلب کی گہرائیوں کی صحیح ترجمانی کر رہی ہوتی ہے۔ اسوقت کے خیالات اگر کسی طرح معلوم ہو جائیں تو وہ اسکے سچے خیالات ہونگے کیونکہ ان خیالات کا اظہار اسنے تخلیہ میں کیا ہوگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَے خدا مَیں پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے اور مَیں پناہ مانگتا ہوں مسیح الدجّال کے فتنہ سے اور مَیں پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔ اَے میرے رب مَیں پناہ مانگتا ہوں گناہوں اور قرض سے۔

اس دُعا کو سُن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ آپؐ قرض سے اسقدر کیوں پناہ مانگتے ہیں۔ آپنے فرمایا۔ جب انسان مقروض ہو جاتا ہے تو بات کرتے وقت جھوٹ بول جاتا ہے۔ اور وعدہ کر کے اسکی خلاف ورزی کرتا ہے۔ یہ کیسی پاک دُعا ہے اور اس سے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کی پاکیزگی کیسے کھلے طور پر ظاہر ہو رہی ہے۔ اسی طرح بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ ظہور میں آیا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپکے دل میں اللہ تعالیٰ کا کس قدر خوف تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر باوجود اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور نشانات کے آپنے بیتاب ہو کر دُعا کی کہ اے میرے خدا مَیں تجھے تیرے وعدے یاد دلاتا ہوں۔ اور انکے ایفا کا طالب ہوں۔ اے میرے رب اگر مسلمان ہلاک ہو گئے تو آج کے بعد تیری عبادت کرنیوالا کوئی نہیں رہیگا۔ اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسُول اللہ بس کیجئے۔ آپنے تو اپنے رب سے دُعا مانگنے میں حد کر دی۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمہ سے باہر نکلے اور فرمایا۔ ابھی ان لشکروں کو شکست ہو جائیگی۔ اور وہ پیٹھ پھیر کر یہاں سے بھاگ جائینگے۔ اللہ اللہ خوفِ خدا کیسا تھا کہ باوجود وعدۂ الٰہی کے آپ دُعا میں مشغول رہے اور پھر یقین کیسا تھا کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ تو باآواز بلند سُنا دیا کہ مَیں ڈرتا نہیں بلکہ خدا کی طرف سے مجھے علم ہو چکا ہے کہ دشمن شکست کھا کر ذلیل و خوار ہوگا۔ اور ائمۃ الکفر یہیں مارے جائینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ پھر رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خشیتِ الٰہی کا اس امر سے بھی ثبوت ملتا ہے کہ جس جگہ خدا کا عذاب آچکا ہوتا۔ وہاں آپ کبھی نہیں ٹھہرتے تھے۔ بلکہ اس جگہ کا پانی تک استعمال کرنا آپؐ مکروہ جانتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے موقعہ پر ایک مقام پر اُترے تو آپنے صحابہ کو حکم دیا کہ اس کوئیں سے پانی نہ پییں۔ یہ حکم سُن کر صحابہ نے عرض کیا کہ ہمنے تو اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور کچھ پانی اپنے مشکیزوں میں بھی بھر لیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس آٹے کو پھینکدو اور پانی کو بہا دو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوتے اس مقام سے گذر گئے۔ ان چند واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسقدر خشیتِ الٰہی رکھتے تھے۔ اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰلِ محمدٍ وبارِک وسلم انک حمیدٌ مجید۔ امۃ الحفیظ درجہ ثالثہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی برکات

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل ہر طرف تاریکی کا دور دورہ تھا۔ دنیا ظلمت کے عمیق ترین گڑھوں میں گری ہوئی تھی۔ خدائے واحد کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کے آگے سجدے کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بیت اللہ میں بھی ۳۶۰ بت بنا کر رکھے ہوئے تھے۔ یہ حالات دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اور اس نے مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے دنیا میں آکر اعلان فرمایا کہ بتوں کی عبادت کو چھوڑ دو۔ اور اس ذات کی عبادت کرو۔ جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ لیکن وہ اس کا جواب منہ پھیر کر یوں دینے لگے کہ بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَاءَنَا۔ یعنی ہم تو اسی بات کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو چلتے دیکھا۔ پھر انہوں نے آپکی مخالفت شروع کی۔ اور ایسی شدید مخالفت کی کہ وہی لوگ جو آپ کو صادق اور امین کے لقب سے ملقب کیا کرتے تھے۔ کاذب اور مجنون کا خطاب دینے لگے۔ آپکو سخت سے سخت ایذائیں دی گئیں۔ آپ کے راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے۔ آپ پر نجاست پھینکی جاتی۔ آپ کو قتل کرنے کی تدابیر کی گئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر آن آپ کی حفاظت فرمائی۔ اور دشمنوں کو ناکام و نامراد کیا۔ جب آپ کی مخالفت بہت زور پکڑ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ نے ہجرت کا عزم کیا۔ اور رات کی تاریکی میں جبکہ آپ کے دشمن آپ کے گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے۔ اور ان پُر حسرت الفاظ میں آپ نے مکہ کو خیرباد کہا کہ "اے مکہ تو مجھے بہت ہی پیارا ہے۔ لیکن تیرے باشندے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے"۔ مدینہ پہنچکر بھی بدبخت دشمنوں نے مخالفت نہ چھوڑی۔ آخر خدا تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دیدی۔ اور بدر کے مقام پر معرکۂ کارزار گرم ہوا۔ اور مسلمانوں نے کفار مکہ کو کئی سو کی تعداد میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد بھی اور کئی غزوات ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپ کی صداقت کا نور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلنا شروع ہو گیا۔ اور لوگ فوج در فوج آپ کی بیعت میں داخل ہونے لگ گئے۔ شراب، چوری اور دیگر فواحش کی جگہ نماز، روزہ، اور زکوٰۃ نے لے لی۔ اور وہی عرب جسمیں ہزاروں بتوں کی عبادت کی جاتی تھی۔ اسمیں پانچ وقت اللہ اکبر کی آواز گونجنے لگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اس کا دین پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس کے ماننے والے سینکڑوں نہیں لاکھوں کی تعداد میں ہو گئے ہیں تو اس کے حکم کے مطابق ۶۳ سال کی عمر میں آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

(مسعودہ اختر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں

(۱) اعلیٰ درجہ کا ایمان یہ ہے کہ لوگ تیرے ہاتھ سے امن میں رہیں اور کسی کو تجھ سے دکھ نہ پہنچے۔ اور اعلیٰ درجہ کا اسلام یہ ہے کہ لوگ تجھ سے محفوظ رہیں۔ یعنی تو نہ زبان سے اُن سے لڑے اور نہ ہاتھ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچائے۔

(۲) حضرت عائشہؓ کے ہاں ایک بکری ذبح کی گئی۔ اس کا بہت سا گوشت انہوں نے غریبوں کو دیدیا۔ صرف ایک شانہ اپنے لئے رکھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ تو پوچھا کہ کچھ گوشت باقی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ساری بکری تو خیرات کر دی گئی ہے۔ صرف ایک شانہ باقی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ یقین جانو کہ ساری بکری باقی ہے سوائے اس شانہ کے۔

(۳) جو شخص امانت میں خیانت کرے۔ ایفائے عہد نہ کرے۔ اور جھگڑتے وقت گالی دے۔ اور جھوٹ بولے۔ وہ منافق ہے۔

(۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ صحابہؓ آئے۔ اور انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ ایک شخص رات دن عبادت میں لگا ہوا ہے۔ فرمائیے وہ سب سے اچھا ہوا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب وہ رات دن عبادت میں لگا رہتا ہے تو کھاتا کہاں سے ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ لوگ دیتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تو پھر جتنے لوگ اُسے کھانے کے لئے دیتے ہیں وہ سب اُس سے بہتر ہیں۔"

(بشریٰ بیگم بنت حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ)

تاریخ اسلام

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اسلام کے دور اوّل میں صحابیاتؓ نے اپنے ذرّیں کارناموں سے دنیا کو ایسا محوِ حیرت بنا رکھا تھا۔ کہ آجتک دنیا ان کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ انہی میں سے ایک صحابیہ حضرت خنساءؓ ہیں۔ آپ ایک باکمال شاعرہ تھیں خصوصاً مرثیہ گوئی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ قبیلہ بنو سلیم میں سے تھیں۔ اور اصلی نام تماضر تھا۔ شروع شروع میں تو یونہی کبھی کبھار دو چار اشعار کہہ لیتیں۔ لیکن ان کی شاعری کی اصل بنیاد ان کے بھائی کی وفات پر پڑی۔ جنکے ساتھ ان کو غیر معمولی محبت تھی۔ بھائی کی وفات کے بعد انہوں نے ایسے ایسے مرثیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئے۔ کہ سننے اور پڑھنے والوں کی آنکھیں آنسو بہانے پر مجبور ہو جاتیں۔ آہستہ آہستہ تمام عرب میں ان کے مرثیے مشہور و مقبول ہو گئے۔ عرب کے بڑے بڑے مشہور شاعر اُن کے اشعار کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے۔ بازار عکاظ میں سُرخ خیمہ وہی نصب کر سکتا تھا جو شاعری میں یدطولےٰ رکھتا ہو۔ چنانچہ خنسا کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ ان کے خیمہ کے دروازے پر علم نصب ہوتا۔ جس پر یہ الفاظ ہوتے "ارثی العرب"۔ عرب کے ایک مشہور شاعر نے جب ان کا کلام سُنا تو کہا کہ عام طور پر عورتوں کے اشعار میں نقائص ہوتے ہیں۔ لیکن خنسا کا کلام ایسی غلطیوں سے پاک ہے۔

عام روایت ہے کہ آپ مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک وفد لیکر حاضر ہوئی تھیں۔ اور اس وقت ہی آپ نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کے اشعار سُنے۔ تو بہت تعریف کی۔

اسلامی تاریخ میں جنگِ قادسیہ ایک مشہور و معروف جنگ ہے۔ اس جنگ میں انہوں نے صبر و استقلال کا وہ معیار قائم کیا۔ کہ بعد میں آنیوالی نسلیں صبر و استقلال میں ان کو بطور نمونہ پیش کرنے لگیں۔ ان کے چار نوجوان بیٹے تھے۔ جنگ قادسیہ کے موقع پر انہوں نے چاروں بیٹوں کو جہاد کی ترغیب دی۔ اور ان کے دل میں لڑنے کا شوق ایسا بھر دیا۔ کہ صبح اُٹھتے ہی ان کے نوجوان لڑکے قادسیہ کی جنگ میں شامل ہو گئے۔ لڑائی بہت سخت ہوئی۔ جس کا انجام مسلمانوں کی شاندار فتح تھی لیکن اس فتح میں ان کے چاروں بیٹے شہید ہوئے۔ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ خنسا جس نے اپنے بھائی کے ماتم میں اتنی آہ و بکا کی ہے۔ لڑکوں کے غم میں کیا کچھ نہ کرے گی۔ لیکن اسلام نے اب ان کو صبر و استقلال کا وہ جام پلایا تھا۔ کہ بیٹوں کی موت کی خبر سُنکر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ وہ خدا کے راستہ میں شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ آپؓ کو جب ان حالات کی اطلاع ہوئی۔ تو آپؓ نے حضرت خنسا کے بیٹوں کا وظیفہ ان کی وفات تک جاری رکھنے کا حکم دیا۔

آپ اسلام کے مبارک دور جاری ہونے سے پہلے پیدا ہوئیں۔ اور امیر معاویہ کے عہدِ حکومت میں ۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی رواحۃ بن عبد العزیٰ سے ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد آپ مرداس بن ابو عامر کے عقد میں آئیں۔ (محمودہ ثروت)

ایک سوال کا جواب

گذشتہ پرچہ میں ایک بہن نے لکھا تھا کہ انکی لڑکی کو بستر میں پیشاب کرنیکا مرض ہے جو دُور ہونے میں نہیں آتا۔ بجواب عرض ہے کہ مریضہ کی کمر میں ایک کپڑا ایسی طرز پر باندھ دیا جائے کہ اسکی گانٹھ پیچھے کمر پر آئے تاکہ سوتے وقت وہ پہلو پر سوئے۔ اور کھانے کیلئے السی یا تل دیئے جائیں انشاءاللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کا زندگی بخش پیغام

جب زمین پیاسی ہوتی ہے تو رب السموٰت والارض پانی برساتا ہے۔ جب انسان اپنی غذا کے لئے بیقرار ہوتا ہے۔ تو موسم ربیع آجاتا ہے۔ خشک سالی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو آسمان پر ابر رحمت کی بدلیاں چھا جاتی ہیں۔

خدا اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اس قسم کی جو نشانیاں دکھاتا ہے۔ وہ ہمیشہ عام اور قدرتی مظاہر سے تعلق رکھتی ہیں۔ تاکہ زمین کی ہر مخلوق ان کی تصدیق کر سکے۔ اور ان سے فائدہ حاصل کر سکے۔ وہ ایسی غیر فطری چیزوں کی نمائش نہیں کرتا۔ جن کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے خاص طرح کی زندگی خاص طرح کا علم اور خاص طرح کے گرد و پیش کی ضرورت ہو۔ بلکہ اس کی ہر تعلیم ایسی عام اور خالص فطری حالات سے متعلق ہوتی ہے کہ جنکو سُن کر جنگل کا ایک چرواہا اور متمدن آبادیوں کا ایک فلاسفر دونوں یکساں اثر کے ساتھ سچائی کو پا سکتے ہیں۔

اگرچہ ہم نے فلسفہ و حکمت نہیں پڑھا۔ اجرام سماویہ کے دیکھنے کے لئے کسی بڑے رصدگاہ کی قیمتی دُوربین نہیں پائی۔ اور دُنیا کے رازہائے سربستہ کو نہیں کھول سکے۔ تاہم ہم انسان ہیں۔ ہم کو عقل دی گئی ہے۔ ہم زمین پر بستے ہیں۔ ہم آسمان کی ہر بدلی کے اندر۔ بادلوں کے ہر ٹکڑے کے اندر۔ ہواؤں کے ہر جھونکے کے اندر۔ باران رحمت کے ہر قطرے کے اندر اپنے حیّ و قیوم خدا کی حکمت اور قدرت، اس کی رافت و رحمت اور اس کے پیار و محبت کو دیکھ سکتے ہیں۔

جب ہم اور ہماری تشنہ و بیقرار زمین پانی کے ایک قطرہ کے لئے ترس جاتی ہے۔ خاک کا ایک ایک ذرہ رطوبت و نمو کے لئے بیقرار ہوتا ہے۔ کرۂ ارض اپنی بیخودانہ حرکت میں آفتاب کے آتشکدہ سے قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ اس کی تمام کائناتِ نباتی اپنا حُسن و جمالِ فطری کھو دیتی ہے۔ پرند اپنے گھونسلوں میں۔ ٹہنیاں درختوں میں۔ انسان اپنے گھروں میں پانی کے لئے پکارتے۔ اور ہر وقت آسمان کی گرم اور خشک فضا کی طرف اپنی نگاہیں اُٹھاتے ہیں تو وہ اپنی محبت و ربوبیت کے جوش میں آتا ہے اور مایوسی کے بعد امید کا۔ نامرادی کے بعد مراد کا۔ اور موت کے بعد زندگی کا پیغام اَحْیَیْنَا الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ زمین کے ہر ایک خشک ذرہ تک پہنچا دیتا ہے۔

یہ وہ انتظامِ الٰہی ہے جو پروردگارِ عالم نے انسان کے جسم کی غذا کے لئے کیا ہے۔ تو کیا اس نے انسان کی رُوح کے لئے کچھ نہ کیا ہوگا۔ وہ خداوند کریم، وہ رب الارباب جو زمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی پکار کو سنکر اُسے پانی دیتا۔ اور جسم کی بیقراری دیکھ کر اُسے غذا بخشتا ہے۔ کیا سرزمینِ رُوح کی تشنگی کیلئے کچھ نہیں رکھتا۔ اور دل کی بھوک کے لئے اس کے خزانوں میں کوئی نعمت نہیں۔

وہ کہ اس کی محبت زمین کی مٹی کو خشک نہیں دیکھ سکتی اور درختوں کی ٹہنیوں کو سبز پتوں اور سُرخ و سفید پھولوں کی زیبائش سے محروم نہیں رکھتی کیا رُوحِ انسانی کو ہلاکت و بربادی کے لئے چھوڑ دے گی۔ اور عالمِ انسانیت کا مرجھا جانا اُسے منظور ہوگا۔ وہ رب العالمین جو ہمارے جسم کو غذا دے کر موت سے بچاتا ہے۔ ضرور ہے کہ ہماری رُوح کو ہدایت دے کر ضلالت سے بچائے۔ چنانچہ فرمایا۔ رَبُّنَا الَّذِيْ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى۔ یعنی ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور پھر اس کے بعد اس کی راہنمائی کی تاکہ صحیح اور فطری طریقے پر کاربند رہ کر اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرے۔ پس اُس نے زمین کی مٹی کے اندر نشو و نما کی طاقت رکھی اور پھر پانی برسا کر اسے ہدایت دی۔ یعنی اس کے لئے عمل کی راہ کھولدی۔ اس طرح اس کی ربوبیت نے عالمِ مٹی کے ایک ایک ذرے کے لئے خلقت اور ہدایت دونوں کا سامان کر دیا۔ انسان کو بھی جسم اور رُوح دونوں کے ساتھ پیدا کیا۔ اور اسکے لئے بھی خلقت اور ہدایت دونوں کا سامان اُس نے پیدا کر رکھا ہے۔

جب زمین پر موت طاری ہوتی ہے۔ تو خدا کی بارش اُسے زندگی بخشتی ہے۔ اسی طرح جب انسانیت ہلاک ہونے لگتی ہے تو خدا کی ہدایت اُسے پھر اُٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔

دُنیا تاریک و تار تھی۔ آسمانِ رُوحانی کا سورج گناہوں کے ظلمات میں پوشیدہ ہو گیا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ کدھر جائیں کہ عالمِ انسانیت کی فضائے رُوحانی میں اُنیسویں عیسوی کے آخیر پر انقلابِ عظیم پیدا ہوا۔ یہ رحمتِ الٰہی کی بدلیوں کی ایک عالمگیر نمود تھی جس کے فیضانِ عام نے تمام کائنات ہستی کو سرسبزی و شادابی کا بھرا ہوا جام پیش کیا۔ اور زمین کی خشک لبوں اور محرومیوں کے استیصال کا پیغام جانفزا سنایا۔

وہ خداوند قدوس جس نے سینا کی چوٹیوں پر کہا تھا کہ میں اپنی قدرت کی بدلیوں کے اندر آتشی رتھوں کے ساتھ آؤنگا۔ اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ میرے جاہ و جلال کی نمود ہوگی۔ آج بھی الہام اور وحی کی بدلیوں میں ظاہر ہوا۔ اور قادیان کے چمکتے ہوئے ذروں پر اُس کے ابرِ کرم کی بوندیں پڑنے لگیں۔

اُس بزرگ و برتر خدا نے وحی و الہام کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کفرستان کو راہِ راست پر لانے کے لئے مبعوث فرمایا اور اپنے پیارے سے یُوں ہمکلام ہوا:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا"

"میں تجھے برکت دُونگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

مگر افسوس! کہ ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔ کی سنت کے مطابق وہی لوگ جو کسی برگزیدہ کے آنے کے منتظر تھے۔ منکر ہو گئے۔ اور نہ صرف منکر ہوئے۔ بلکہ آپؑ کے اشد معاندین میں سے بن گئے۔ اور آپؑ کو اذیتیں پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ آپؑ پر قتل کے جھوٹے مقدمات بنائے۔ آپؑ کے قتل کے منصوبے سوچے۔ اور آپؑ کو جانی اور مالی نقصان پہنچانا کارِ ثواب خیال کیا۔ مگر آپؑ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ بلکہ قدم آگے ہی بڑھتا گیا۔ اور خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ پودا جو حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کے حکم سے تیز و تند آندھیوں کے جھونکوں، جُھلس دینے والی لوؤں اور بادِ سموم کے بے رحم تھپیڑوں میں لگایا تھا۔ پھلا اور پھولا۔ یہاں تک کہ زمین کھوکھلی کرتی ہوئی اُس کی جڑیں دنیا کے کناروں تک جا پہنچی ہیں۔ اور قریب ہے کہ کونپلیں جو شاخوں کی صورت اختیار کر چکی ہیں، بہت جلد تن آور درخت بن جائیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر وہ موت کی نیند نہ ہو تو ضرور ختم ہوتی ہے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ سونے والا نہ جاگے۔

سو یقین کریں کہ خدا کا بھی بندوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہے۔ اس کی صدائیں اُٹھتی ہیں۔ کہ غفلت کے سرشار آنکھیں کھولیں۔ اگر اس پر وہ کروٹ نہیں لیتے، تو ہر طرف سے شور و غل مچنے لگتا ہے کہ

ع سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے

اگر اسپر بھی ان متوالوں کو ہوش نہیں آتا۔ تو خدا کے غضب کا ہاتھ نمودار ہوتا ہے جو جھنجوڑ جھنجوڑ کر اُٹھاتا ہے۔ اور لسان الغیب پکارتی ہے۔ آفتاب، کی کرنیں دیواروں سے اُتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئی ہیں۔ اگر اسپر بھی وہ نہیں جاگتے۔ تو اس کا غضب اپنی پوری طاقت سے ظاہر ہوتا ہے۔ زلزلے آتے ہیں، زمین پھٹنے لگتی ہیں، پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں۔ دریا خشک ہو جاتے ہیں۔ طوفان آنے شروع ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ لوگوں کے بلبلانے کی صداؤں، آوازوں، اور ہولناکیوں سے فضائے آسمانی بھر جاتی ہے، تا یہ نیند کے متوالے ہوش میں آئیں اور اپنی پیدائش کے مقصد کو پانے کی کوشش کریں۔

خدا کا قانون کبھی ٹلنے والا نہیں۔ اور اس کی سنت کسی کیلئے تبدیل نہیں ہو سکتی۔ جیسے فرمایا۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے۔ اور زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے۔ اسی طرح غفلت مصیبت اور ہلاکت لاتی ہے۔ اور خدا کی نافرمانیوں کا نتیجہ عذابوں کا اپنے اُوپر وارد کرنا ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا۔ اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ (خاکسار حمیدہ بیگم درجہ ثالثہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فریادِ شمیم

آہ کس درجہ ہلاکت آفریں یہ دور ہے!
خوبصورت پھول، روندے جا رہے ہیں پاؤں میں
عندلیبِ خوشنوا کے، خرمنِ اُمّید پر
کب تلک مظلوم کی، آہیں رہینگی بے اثر
داخلِ جنّت تو ہونا حق نہیں شدّاد کا
کب تلک چھایا رہیگا، کبر و مستی کا دھُواں
خونِ حسرت، رنگ لائیگا آخر کب تلک
اس طرح زینے دناءت کے چڑھیگا کب تلک
کب تری تقدیر ہو، سایۂ فگن تدبیر پر

میرے مولا! تُو مٹا دیگا، یہ استبداد کب؟
تُو سنیگا گلشنِ پامال کی فریاد کب
جسنے ڈھائیں بجلیاں، ہوگا وہ خود برباد کب
تیری جانب سے ملیگی، بےکسوں کو داد کب
یہ بتا، پکڑیگا تیرا پنجۂ فولاد کب
زور میں اپنے گریگا، یہ ستم ایجاد کب
ہاں! اسیرِ قہر ہوگا، یہ بڑا جلّاد کب
خاک میں اس کو ملائیگی، یہی افتاد کب
منتظر ہوں، غمزدوں کو، تُو کریگا شاد کب

گرمیٔ تقریر! اپنی بند کر فریاد اب
خونچکاں قلزم سے، ابھریگی حسین تر زندگی
"توڑنے کو ہے کوئی مُوسیٰ طلسمِ سامری"
آشتی و عدل کی، پھُولے پھلیگی کشت زار
اَے میرے تشنہ دہاں! کر اور بھی کچھ حوصلہ
"امر بالمعروف" کے پھُولوں سے مہکیگا چمن!
خالقِ تکوین کی ہوگی ستائش چارسُو
اَب ترانے حمد کے گائینگے، مرغانِ چمن
نُور کے سانچے میں ڈھل جائیگی ساری کائنات
کر کے دامن، خود ستائی اور خود بینی کا چاک
دیدۂ گریاں، دلِ صد چاک بلبل غم مخور

سُن! نئے اسباق دینگے، منچلے استاد اب
جو اُڑا دیگی، خس و خاشاکِ استبداد اب
جلوہ زارِ نور میں ہوگا جہاں آباد اب
فتنۂ کفر و تمرد کی، بنے گی کھاد اب
جلد جوئے شیر، لے آنے کو ہے فرہاد اب
جڑ سے اکھڑیگی، جفا و جور کی بنیاد اب
نغمۂ توحید سے ہوگا جہاں آباد اب!
"قمریاں شاخِ صنوبر" پر رہینگی شاد اب
اور فضائے دہر سے مٹ جائیگا الحاد اب
اوڑھ لینگے، چادرِ تقویٰ یہ آدم زاد اب
دیگی یہ آہِ رسا، تجھکو مبارکباد اب

روکشِ باغِ جناں، دنیا تری بن جائیگی
اور "شمیمِ قدس"، اسکو دم بدم مہکائے گی

"شمیم" نوائی - بہما

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسمانی اور رُوحانی سلسلہ میں بہت مشابہت

خدا تعالیٰ جو رب العالمین ہے۔ اُس نے جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ انسان کی جسمانی پرورش کے ساتھ ساتھ رُوحانی پرورش کا سلسلہ بھی جاری کر رکھا ہے۔ اور یہ دونوں سلسلے قیامت تک جاری رہینگے۔ خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ دن کے بعد رات آتی ہے اور رات کے بعد دن۔ اور رات کی تاریکی ہرگز دُور نہیں ہوتی جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے آفتاب طلوع نہ ہو اور انسان گو آنکھیں رکھتا ہے لیکن پھر بھی وہ رات کی تاریکی میں کوئی چیز دیکھ نہیں سکتا جبتک روشنی نمودار نہ ہو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا بھی طریق ہے کہ انسان جو رُوحانیت کے حصول کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ رُوحانی تاریکی یعنی گمراہی سے نکل کر صراطِ مستقیم پر نہیں آسکتا جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے رُوحانی آفتاب یعنی نبی، رسول اور مصلح ربانی مبعوث نہ ہو۔ گو وہ عقل رکھتا ہے۔ پھر بھی نبی کی تعلیم یعنی رُوحانی آفتاب کی روشنی کا محتاج ہوتا ہے۔ جس طرح آنکھ دنیاوی آفتاب کی روشنی کی محتاج ہے۔ اسی لئے دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گذری جو رُوحانی تاریکی میں مبتلا ہوئی ہو۔ اور اس کی اصلاح کے لئے کوئی نبی اور رسول نہ آیا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن شریف میں فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ یعنی دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا یہ قانون نہیں کہ جب کسی قوم میں ایک بار نبی مبعوث کر دے تو پھر اس کو ہمیشہ کے لئے اسی کے حال پر چھوڑ دے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آفتاب غروب ہو جانے کے بعد رفتہ رفتہ تاریکی پھیل جاتی ہے اور آخر وہ وقت آجاتا ہے۔ جب آفتاب کا پھر طلوع ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح رُوحانی آفتاب یعنی نبی اور رسول کی وفات کے بعد دنیا میں رفتہ رفتہ گمراہی پھیل جاتی ہے۔ اور آخر وہ وقت آجاتا ہے۔ کہ پھر قوم کی اصلاح کے لئے کسی نبی کی بعثت ضروری ہوتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ۔ یعنی ہم یکے بعد دیگرے رسول بھیجتے رہے۔ مگر جب کبھی کسی قوم میں کوئی رسول آیا۔ انہوں نے اسکی تکذیب کی۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ان میں روحانی تاریکی یعنی گمراہی پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے غلط خیالات پر نہ صرف اڑے رہتے ہیں بلکہ مخالفت اور تکذیب کرتے ہیں۔ مگر سعید الفطرت لوگ رفتہ رفتہ ماننے چلے جاتے ہیں اور وہ غرض پوری ہوتی ہے جس کیلئے نبی مبعوث ہوتا ہے۔

(مسعودہ بیگم دینیات درجہ اولیٰ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ خلافت

خلافت کے لفظی معنی جانشین کے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً خلیفہ کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو نبی کی وفات کے بعد قوم کی راہنمائی کے لئے منتخب ہوتا ہے۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر نبی کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں:۔

(۱) ایک خدا سے احکام پاکر لوگوں تک پہنچانے کی حیثیت۔

(۲) دوسرے لوگوں کا مطاع ہونے کی حیثیت

پہلی حیثیت میں نبی کا کوئی جانشین نہیں ہوسکتا لیکن دوسری حیثیت کہ احکام الٰہیہ پر لوگوں سے عمل کرایا جائے۔ اور حدود اللہ جاری کی جائیں۔ اور لوگ ایک شخص کو اپنا مطاع اور واجب الاطاعت امام یقین کریں۔ اس کو پورا کرنے کے لئے ہر نبی کے بعد اس کے جانشین مقرر ہوتے ہیں۔ جن کو خلفاء کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف کے ماتحت حضرت ابو بکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی نئی شریعت تو نازل نہیں ہو سکتی۔ لیکن قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی نبی کی بعثت پر ایک لمبا عرصہ گزر جاتا ہے۔ تو لوگ اس کی تعلیم کو بھول جاتے ہیں۔ اور خدا اس کی تعلیم کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے پھر کسی مامور کو مبعوث کرتا ہے۔ اس سنت کے مطابق ضروری تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم اور آپ کی شریعت کے احیاء کیلئے بھی کوئی شخص مبعوث ہوتا۔ کیونکہ امت محمدیہ آپکی تعلیم کو بھول چکی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ جمعہ میں اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں یہ پیشگوئی کی ہوئی تھی کہ آخری زمانہ میں جبکہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ پھر بروزی اور ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث کیا جائے گا۔ پس جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بروز ہوئے۔ تو لازمی طور پر آپ کے ساتھ وہ تمام برکات بھی ہونی چاہئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد تو خلافت کا سلسلہ جاری ہو۔ اور حضرت ابو بکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خلیفہ ہوں مگر بروز محمدؐ کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری نہ ہو۔ اور کوئی ابو بکرؓ۔ اور عمرؓ کا بروز پیدا نہ ہو۔ پھر حدیثوں میں صاف طور پر لکھا ہے کہ ان من نبوۃ الا تتبعھا خلافۃ۔ کہ ہر نبوت کے بعد سلسلہ خلافت لازمی ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو رسول کے نام سے پکارا ہے۔ جیساکہ فرمایا۔ ومبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد اسی طرح آپ کے الہامات میں آپؑ کو نبی کہا گیا ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں بھی آپ کے متعلق نبی اللہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جیساکہ فیأتی نبی اللّٰہ کے الفاظ آتے ہیں۔ پس ان دلائل سے یہ امر ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اسی طرح خلافت کا ہونا لازمی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوا۔ پھر یہیں تک بس نہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں اپنے بعد خلافت کا ذکر کیا ہے۔ جیساکہ آپؑ سبز اشتہار میں لکھتے ہیں کہ میری اولاد میں سے خلفاء ہوں گے۔ اور حمامۃ البشریٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی دمشق۔ یعنی مسیح موعودؑ یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ کسی وقت دمشق جائے گا۔ آخر میں میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور کوئی نہیں جو اسکو معزول کر سکے۔ چنانچہ آیت استخلاف میں لیستخلفنھم۔ لیمکنن لھم۔ اور ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً۔ فرما کر خدا تعالیٰ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ یہ سب کام خدا خود کریگا۔ اور کسی انسان کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔

(سلیمہ بیگم جماعت نہم)

بچوں کی تربیت

اللہ تعالیٰ نے عورت کے فرائض میں بچوں کی تربیت بھی داخل کی ہے۔ آج کے بچے کل بڑے ہوں گے۔ اور قوم کے ستون بنیں گے۔ اس لئے قومی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کی تربیت کے معاملہ میں غور و فکر سے کام لیا جاتے ہم احمدی عورتوں کا یہ مقصد ہونا چاہیئے کہ ہمارے بچے بڑے ہو کر احمدیت کا صحیح نمونہ بنیں۔ اور اسلام کے جھنڈے کو دنیا میں بلند کریں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم تربیت اطفال کے ضروری پہلو ذہن نشین کر لیں۔

سب سے اوّل اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اصل پرورش کرنے والی ہستی تو خدا تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے ہر قسم کی توفیق اُسی کے فضل سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے دُعا اور توکّل سے کام لینا نہایت ضروری ہے۔ مومن نیک کام کی ابتداء بھی خدا تعالیٰ کے نام سے کرتا ہے۔ اور اس کی انتہا بھی الٰہی الفاظ پر ہوتی ہے۔ کہ الحمد للہ رب العالمین۔ پس ہر کام کو اس رنگ میں کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی حمد ظاہر ہو۔ اس کا نام بلند ہو۔ تاکہ اس کی رضا کو ہم پا لیں۔ جو ہماری زندگیوں کا اصل مقصد ہے۔

تربیت کے مضمون پر سوچتے وقت یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ اسلام نے انسانی تکمیل کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسمانی، اخلاقی اور رُوحانی تین درجے بیان کئے ہیں۔ رُوحانی ترقی کے لئے اخلاقی ترقی ضروری ہے۔ اور اخلاق کی بلندی کے لئے جسمانی صحت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ پس صحیح تربیت کے معنے یہ ہوئے۔ کہ بچے کی جسمانی صحت کا سب سے زیادہ فکر چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی مدنظر رہے کہ باہر سے پڑنے والے اثرات اس کی عادتوں کو نہ بگاڑدیں۔ ان دونوں باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ مَیں آپ کی خدمت میں چند باتیں عرض کرتی ہوں۔

(۱) پَیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان دینے کا حکم جو اسلام نے دیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ بچے پر ماحول کا اثر ابتداء سے پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے بچّہ کے ارد گرد احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ مثال کے طور پر اچانک شور یا اس طور سے بچّے کو پکڑنا کہ اُسے گرنے کا احساس ہو۔ اس میں دہشت اور ڈر پَیدا کرتا ہے۔ یہ ڈر بچے کے دماغ میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور بڑے ہو کر اُسے ڈرپوک بناتا ہے۔ بچّہ کا دماغ ایک صاف تختی ہے۔ اس پر جو کچھ لکھو گے بڑے ہو کر اُبھر آئے گا۔

(۲) ہاضمہ درست رکھنا صحت کیلئے لازمی ہے۔ پس مناسب یعنی جلد ہضم ہونے والی خوراک مقررہ مقدار میں وقت مقررہ پر دینی چاہیئے۔ ابتداء ہی سے اس کی مشق کی جائے۔ تو بہت اچھا ہے۔ معمولی بھوک کی وجہ سے رونے سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ذرا سے رونے پر اگر بچّہ کو پیار کیا جائے تو بچہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور اس میں صبر کی عادت نہیں رہتی۔ بچے کا رونا ہر وقت نقصان دہ نہیں ہوتا۔

(۳) بچّہ کو صاف رکھا جائے۔

(۴) بچے کو مقررہ وقت پر پاخانہ کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ یہ صحت کے لئے بھی ضروری ہے اور اس سے وقت کی پابندی کی حِس بھی پیدا ہوگی۔

(۵) جب بچّہ ذرا بڑا ہو۔ تو اس میں نقل کی عادت بڑھنی شروع ہوتی ہے۔ اس لئے بچے کے سامنے ہر کام میں احتیاط چاہیئے۔ اس کے سامنے لڑنے جھگڑنے یا سخت کلامی کرنے سے پرہیز چاہیئے ورنہ وہ بھی تُو تُو کرے گا۔ اسی طرح بچّے سے چیز چھپانا اس میں چوری کی عادت پیدا کرتا ہے۔

(۶) بچے سے کھیل کود کے طور پر کام لینا چاہیئے مثلاً فلاں برتن دَوڑ کر اُٹھا لاؤ وغیرہ مگر اس کیساتھ کھیلنے والے دوسرے بچے اچھی عادتوں والے ہونے چاہئیں۔

(۷) پیار ایک بڑی طاقت ہے اور اس سے بہت کام لیا جاسکتا ہے مگر زیادہ چومنا چاٹنا اچھا نہیں ہوتا۔ اس سے بچّہ اخلاقی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔

(۸) بچے کو ڈراؤنی کہانیاں نہیں سُنانی چاہئیں۔ اس سے وہ بُزدل بنتا ہے۔ اسکی بجائے باتوں باتوں میں اُسے دین سے لگاؤ پَیدا کرانا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاہیئے۔

(۹) بیماری میں بچہ کو جس چیز سے منع کرنا ہو۔ تو کوشش کرو کہ خود بھی نہ کھاؤ۔ یا کم از کم اس کے سامنے نہ لاؤ۔ اور اُسے کہو کہ تم نے نہیں کھانا۔ ہم بھی نہیں کھاتے۔ اس سے اس میں ایثار پیدا ہوگا۔

(۱۰) بچوں کو عادت ڈالنی چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اپنی غلطی کا اقرار کریں اور سچ بولیں غلطی کے نقصان سے بچے کو آگاہ کر دیا جائے تاکہ آئندہ وہ احتیاط سے کام لے

صحبتِ امروزہ میں مَیں انہی باتوں پر اکتفا کرتی ہوں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ وہ احمدیت کے حقیقی فرزند کہلائیں؟

(والدہ عبد السمیع از لائل پور)

کیا پردہ باعثِ خرابیٔ صحت ہے؟

یقین جانیئے! چار دیواری کے اندر، اپنے بچوں اور لواحقین کی بہتری کی تدابیر کرنا۔ بچوں کی عمدہ تربیت کرنا گھر کو آرام دہ بنانا۔ یہ "ڈیوٹیاں" آپ کی بہت بہتر، اچھی، اور بے حد اہم ہیں۔ اور ملک و قوم کے لئے مفید بھی۔ پُرامن طریقہ بھی۔ بہ نسبت "برقعہ اور گھر" سے آزاد ہونے کے۔ ان فرائض کے علاوہ اگر آپ اپنے دائرے کے اندر، اپنے فرائض کی ادائیگی کے بعد، کوئی مفید ملک و قوم خدمت اپنے ذمہ لے سکیں تو یہ نہایت ہی مبارک قدم ہوگا۔ اور مستحسن!!

کہا جاتا ہے کہ پردہ باعثِ خرابیٔ صحت ہے۔ اور تپدق کی خاص وجہ یہی ہے۔ اور یہ کہ دماغی ترقی کو معکوس کرتا ہے۔ مگر کیا یہ سچ ہے کہ یہ اعتراض کافی تدبر کے بعد کیا گیا ہے؟

مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ بلکہ مَیں پوچھتی ہوں مَرد جو ازل سے باہر پھرنے والے ہیں۔ انہیں تو کبھی تپ دق نہیں ہوئی؟ (میرا خیال ہے کہ زیادہ مَردوں ہی کو ہوتی ہے) یا ان کی صحتیں گری ہوئی نہیں ہوتیں؟ آخر کیوں یہ اعتراض پردہ نشینوں کے لئے مخصوص ہو گیا۔ (کہیں ہماری کشتیٔ اطمینان غرق کرنے کی تدبیر تو نہیں؟)

ہم نے "خطۂ آزاد" یعنی یورپین مستورات کی "ہیلتھ فہرست" بھی دیکھی ہے۔ بیشمار اعصابی کمزوریوں کی، اختلاج قلب کی، ضعف دل کی، دماغی پریشانیوں کی بیمار پائی جاتی ہیں۔ اور اتنی کثرت ہے کہ ہم اندر بیٹھنے والیوں کے وہم میں بھی نہیں آسکتیں۔

مدبرین نے بتلایا ہے کہ "جنسی اختلاط۔ یعنی عورتوں اور مَردوں کا آزادانہ میل جول ہی ان بڑھتی ہوئی امراض کا باعث ہے۔" آئے دن کی خود کشیاں ماسوا!۔ کہیئے!؟ ہمارے مذہب نے کیا بُرا کیا۔ اگر عورت مرد کو آزادانہ "میل جول" سے روکا؟ اور اب پردے کو دُور کرنا جو آپ کے زیر غور ہے۔ تو کیا آپ کی یہ منشاء ہے کہ جس کھائی میں پردے سے آزاد عورتیں گر چکی یا گر رہی ہیں۔ ہم بھی ضرور ان کا ساتھ دیں۔ اور مل کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دم توڑیں۔ نہیں نہیں! خدا ہمیں اس سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ آمین۔

مَیں تو بار بار کہہ چکی ہوں کہ ہمارے مذہب نے ہمیں جو کچھ دیدیا ہے۔ وہ اتنا زیادہ، اتنا عظیم الشان اور ایسا بے عیب ہے۔ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ دیکھئے ہر قوم ہمارے مذہب کی خوشہ چین ہے۔ اِدھر اُدھر سے چکر کاٹ کر آخر ہمارے ہی اصول رائج کرنے پر مجبور ہوتی ہے سینکڑوں تدبیروں اور ہزاروں تجربوں کو آزما چکنے کے بعد بالآخر یہی اصول پسندیدہ، کارآمد، مفید اور لائقِ عمل نظر آتے ہیں جو اسلام مقرر کر چکا اور جو بغیر کسی تغیر کے ہر حالت میں یکساں مفید و موزون ہیں۔

ہمارے اس پردے پر لوگ اعتراض کرتے تھکتے نہیں۔ مگر معترضین نے اب اپنے گھروں میں جب بے پردگی کے سبب خرابیاں بڑھتی دیکھیں۔ تو یہ قانون مروج کیا کہ رات کو نو بجے کے بعد عورت گھر سے باہر نہ نکلے۔ اگر اشد ضرورت ہو۔ تو باپ، بھائی کے ہمراہ جائے۔ چنانچہ پچھلے دنوں یورپ کے کئی ملکوں میں اس قسم کی ہدایات جاری ہوئی تھیں۔

یہ دوسرے لفظوں میں پردے کی حمایت ہے یا نہیں؟

یہ الگ بات ہے کہ کاٹ چھانٹ کر کی۔ لیکن یہ کاٹی چھانٹی ہوئی قابلِ اطمینان، دیرپا، اور مستقل تھوڑی کام دیگی۔ یہ کس لئے؟ اسی لئے! کہ عورت مرد کا آزادانہ میل جول غیر فطری ہے۔ اور عورت کیلئے ایک حد تک پردے میں رہ کر اسی فضا سے الگ رہنا ہی فطری ہے۔

بس ہمیں کسی کے جھکموں میں آکر پردے کو "ناروا" کہنے کی کیا ضرورت۔ وہ وقت آتا ہے کہ تمام اقوام شریعتِ اسلامیہ کے اس مقدس اور فطری قانون پر اپنی خواتین کو کاربند کرنا ضروری خیال کرینگی۔ اور اس کے قدموں پر جھکنے ہی میں اپنی نجات سمجھیں گی +

(آپکی بہن امۃ الحفیظ۔ از برما)

ایک مذہبی افسانہ

(۲)

اگلے روز صبح دس بجے کے قریب حسبِ وعدہ بلقیس اور محمودہ ناصرہ کے ہاں پہنچ گئیں۔ ناصرہ اسوقت گھر کے کام میں مشغول تھی۔ ان کے پہنچنے پر اُس نے کام سے جلدی جلدی فراغت حاصل کی۔ اور پھر ان دونوں کو لے کر اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ محمودہ ناصرہ کو اپنے ہاتھ سے کام کرتے دیکھ کر بہت متعجب تھی۔ وہ بار بار کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن پھر کسی وجہ سے خاموش رہتی۔ کمرہ میں آکر پہلے تو کچھ معمولی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر ناصرہ بولی کہ بلقیس کیا تم نے وہ ٹریکٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو ہمیں کل دیئے تھے پڑھے یا نہیں۔

بلقیس۔ ہاں میں نے اور محمودہ نے وہ ٹریکٹ پڑھے تھے۔

ناصرہ۔ تو پھر آپ انہیں پڑھکر کس نتیجہ پر پہنچیں۔

بلقیس۔ میں ابھی یہ نہیں بتا سکتی۔

ناصرہ قدرتاً بہت دُور رس تھی۔ وہ بلقیس کے اس جواب سے کسی نتیجہ پر پہنچ گئی تھی۔ اس لئے اسے دوبارہ کچھ نہ کہا۔

بلقیس بولی کہ ناصرہ کل جو موضوع مقرر ہوا تھا آپ اس پر گفتگو کریں۔

ناصرہ: ہاں آپ شروع کریں میں بھی اپنے علم کے مطابق جواب دُوں گی۔

بلقیس! میں نے قرآن شریف پر بہت غور کیا۔ اور بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ علماء امت کا یہ عقیدہ ٹھیک ہے کہ جب اُمت محمدیہ بگڑ جائے گی تو حضرت عیسیٰؑ جنہیں خدا نے آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ وہ اس کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوں گے۔

ناصرہ! کیا آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا قرآن کریم سے ثابت کر سکتی ہیں۔

بلقیس! ہاں میں یہ ثابت کر سکتی ہوں۔ سنئے قرآن پاک کے تیسرے پارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ

اس آیت میں جو لفظ رَافِعُکَ ہے۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر جانا ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا لفظی ترجمہ ہے۔ تجھے اٹھاؤں گا۔ تو ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ دوسری طرف قرآن کریم میں ذکر آتا ہے کہ بل رفعہ اللہ یعنی خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فی الواقع آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔

ناصرہ۔ لیکن رافعک سے پہلے جو لفظ متوفیک ہے۔ اسے آپ نے کیوں بھلا دیا۔

بلقیس۔ اس لفظ کو میں نے عمداً چھوڑا تھا۔ کیونکہ اس کا تعلق تو بعد سے ہے۔

ناصرہ۔ اس سے کیا مطلب۔

بلقیس۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دشمنوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سخت تکلیفیں پہنچائیں تو خدا تعالیٰ نے آپکو آسمان پر اٹھانا چاہا۔ اسپر آپکو کچھ تردد ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ تو گھبرا نہیں تجھے طبعی موت دُونگا جو کہ قرب قیامت میں ہوگی۔ فی الحال دشمنوں کی شرارتوں کی وجہ سے میں تجھے آسمان پر اٹھا لیتا ہوں پس اس لئے میں نے لفظ متوفیک چھوڑ دیا تھا۔

ناصرہ۔ لیکن آپکا یہ ترجمہ تو کسی صورت میں بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہاں تو پہلے فرمایا کہ میں تجھے وفات دُونگا پھر تیرا رفع کرونگا۔ اگر اس کا یہی ترجمہ کیا جائے جو آپ کرتی ہیں تو پھر پہلے رافعک چاہیئے تھا اور بعد میں متوفیک۔ لیکن ایسا نہیں فرمایا۔

بلقیس۔ رفع کا مطلب تو اٹھایا جانا ہے اگر وہ فوت ہو گئے تو پھر رفع کیسا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناصرہ۔ رفع کا مطلب ہوتا ہے بلند کرنا یعنی بلند درجات عطا کرنا۔ اس آیت کے نازل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو طرح طرح کے دکھ دیئے اور تنگ کیا یہانتک کہ آپ کو صلیب پر لٹکا دیا۔ تو حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی کہ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ یعنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اسوقت خدا تعالیٰ نے آپکو یہ کہکر تسلی دی کہ اے عیسیٰ تم مت گھبراؤ میں تمہیں طبعی موت دونگا۔ اور پھر تمہارا رفع کرونگا۔ یعنی بلند درجات عطا کرونگا۔ گویا یہود جو اپنے مذہب کے مطابق آپکو صلیبی موت دے کر نعوذ باللہ لعنتی قرار دینا چاہتے تھے۔ انہیں بھی یہ بتا دیا کہ تم اپنے ارادہ میں ناکام رہوگے یہی وجہ ہے کہ اسجگہ لفظ رافعک خاص طور پر استعمال کیا گیا ہے ورنہ یہ لفظ ہر برگزیدہ کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔

بلقیس۔ لیکن کیا لفظ توفی کا مطلب موت ہی ہو سکتا ہے۔ اور کیا آپ اس کا کوئی ثبوت دے سکتی ہیں؟

ناصرہ۔ اس کے معنے موت کے تو آپنے پہلے ہی تسلیم کر لئے ہیں، اب پھر سوال کیسا۔

بلقیس۔ تاہم آپ قرآن سے دکھائیں کہ توفی کے موت مراد ہے۔

ناصرہ۔ قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ توفی آیا ہے وہاں اس کے معنے سوائے قبض رُوح کے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ سنیئے۔ آل عمران رکوع ۲۰ میں آتا ہے۔ ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ اور دوسری آیت سورہ نساء کی یہ ہے۔ فان شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفھن۔

ان دونوں آیتوں کے سیاق و سباق کو دیکھیئے تو توفی کا مطلب موت ہی معلوم ہوگا۔

بلقیس۔ یہی دو آیتیں ہیں۔

ناصرہ۔ کیوں اور بھی ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں پیش کر سکتی ہوں۔

بلقیس۔ لیکن اس طرح وقت زیادہ خرچ ہو گا۔ آپ سورتوں کے نام لکھوا دیں۔ میں خود بوقتِ فرصت دیکھ لوں گی۔

ناصرہ۔ بہت بہتر لکھیئے۔ سورہ نساء ع۱۴ انعام ع۱۳ - اعراف ع۱۴ - رعد ع۶ - یونس ع۵ یوسف ع۱۱ - نحل ع۶ - حج ع۱ - سجدہ ع۱ - مومن ع۸ - محمدؐ ع۳ - انعام ع۷ - یونس آخری رکوع۔

بلقیس۔ اوہ یہ تو بہت سی آیتیں آپ نے لکھوا دیں۔

ناصرہ۔ شاید ابھی میں کچھ بھول گئی ہوں اور بھی ہیں وہ پھر کسی وقت بتا دونگی۔

بلقیس (کچھ خاموشی کے بعد) بہن ناصرہ یہ تو ابھی ایک آیت ہی پیش کی تھی ویسے قرآن اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

ناصرہ۔ آپ حوالے پیش کریں میں جواب دونگی۔

بلقیس۔ خیر اب آپ پہلے وہ آیتیں پیش کریں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہو۔

ناصرہ (زیرِ لب مسکرا کر) اچھا آپ یہ تو بتایئے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ حضرت عیسیٰؑ کو کیا مانتی ہیں۔

بلقیس۔ ہم آپکو نبی اللہ مانتی ہیں۔

ناصرہ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ انہیں انسان سمجھتی ہیں یا کچھ اور۔

بلقیس۔ ہم انہیں قرآنی آیات کے مطابق انسان ہی مانتی ہیں۔

ناصرہ۔ اگر آپ حضرت عیسیٰ کو انسان مانتی ہیں تو پھر انسانوں کے لئے تو روز ازل سے خالق اکبر نے یہ قانون بنادیا ہے کہ فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون (اعراف ع ۲) یعنی اے انسانو تم اس زمین میں ہی زندہ رہو گے اسی میں مرو گے اور اسی میں سے دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان تھے تو وہ اس قید میں شامل ہیں۔

بلقیس۔ لیکن یہ تو عام انسانوں کے لئے ہے۔ اور آپ تو نبی تھے۔

ناصرہ۔ اس جگہ سب انسانوں کے متعلق یہ بات کہی گئی ہے نبی اور غیر نبی کی تفریق نہیں کی گئی۔ اور اگر آپ سمجھ نہیں سکتیں تو سُنیئے کہ جب کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہم تب ایمان لائینگے جب آپ ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جائیں اور کتاب لائیں جسے ہم پڑھیں تو اس کا جواب آپکو خدا تعالیٰ نے یہ سکھایا۔ کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنی کہدے کہ پاک ہے میرا رب میں تو صرف ایک انسان رسول ہوں۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب انسان ہونے کے آسمان پر جانے سے معذوری ظاہر کی جس سے ثابت ہوا کہ کوئی انسان بجسد عنصری آسمان پر نہیں جا سکتا اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ انہیں انسان نہیں سمجھتیں۔ اور یا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل مانتی ہیں۔

بلقیس۔ توبہ توبہ یہ تو ہم کسی صورت میں بھی نہیں کہہ سکتے۔

ناصرہ۔ لیکن آپ کے اقوال تو یہی ظاہر کرتے ہیں۔

بلقیس۔ ہمارے اقوال تو کیا حضرت عیسیٰؑ کی حیات تو قرآن اور حدیث نے ہمیں بتائی ہے۔

ناصرہ۔ آپ وہ آیت قرآنی اور حدیث پیش کیوں نہیں کرتیں جن سے کہ آپکے اقوال کی تصدیق ہوتی ہو۔

بلقیس۔ مَیں پیش تو کر سکتی ہوں لیکن اسوقت طبیعت پر کچھ بوجھ محسوس ہو رہا ہے۔ اسلئے اب اس بحث کو بند کرتی ہوں۔

ناصرہ۔ بہت بہتر کل مَیں خود حاضر خدمت ہونگی۔ اور بقیہ بحث کل کو ہوگی۔

بلقیس۔ ہاں ناصرہ کل کو تم ضرور آنا اور اب ہمیں اجازت دیجئیے۔

ناصرہ۔ اچھا میری طرف سے اجازت ہے مگر یہ لیجئے چند ٹریکٹ وفات مسیح کے متعلق شاید آپ اس سے کچھ سمجھ جائیں۔ بلقیس نے مسکراتے ہوئے ٹریکٹ لئے اور محمودہ کے ناصرہ کے ہاں سے رخصت ہوگئی۔ (احمدی بیگم ... قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواتین کب بیدار ہونگی؟

ایک بار نہیں دو بار نہیں۔ متعدد بار بہنوں کی خدمت میں ایک عاجزانہ گذارش کی گئی۔ لیکن افسوس بہنیں اس کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوئیں۔ یا اگرچند ایک متوجہ ہوئیں بھی تو صرف تھوڑے عرصہ کے لئے۔ گویا ان کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔

تبلیغِ احمدیت ہمارا اولین فرض ہے۔ اور سب سے بہتر ذریعہ جس سے کہ ہم اپنے گھروں کی چاردیواری کے اندر بیٹھ کر بھی تبلیغ کر سکتی ہیں۔ وہ تحریر ہے۔ اور یہ امر سب بہنوں پر بخوبی عیاں ہے کہ اس وقت تک احمدی مستورات کا صرف ایک رسالہ نکلتا ہے۔ وہ بھی کس حالت میں! اس کے بیان کرنے کی طاقت قلم میں نہیں اور نہ زبان میں یارا۔

مستورات کا "واحد رسالہ" "واحد" کی جو قدر دنیا میں کی جاتی ہے اسے ہر انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے اگر کسی گھر میں واحد بچہ ہو اور اس کے بالمقابل دوسرے گھر میں کئی ایک تو کیا یہ دونوں گھر برابر ہونگے؟ اور وہ اکلوتا بچہ اور متعدد بچے برابر ہو سکیں گے؟ نہیں قطعاً نہیں۔

اس کے برعکس ہمارے واحد اخبار کی جو حالت ہے وہ کس قدر افسوسناک ہے۔ وہ کس کس بیکسی کی حالت میں ہے۔ کوئی توجہ کرنے والا نہیں۔ کوئی ہمدرد۔ اور کوئی اشاعت بڑھانے میں حصہ لینے والا نہیں۔ اس کو بالکل اس حالت میں چھوڑا گیا ہے۔ جیسے وہ ہے ہی نہیں۔

افسوس بلکہ نہایت رنج کا مقام ہے کہ مصباح کو اس حالت میں دیکھ کر ہمارے دلوں میں کوئی تڑپ اور ہمارے جسم میں کوئی حرکت پیدا نہ ہو۔ اور ہم اسے زندہ رکھنے کے لئے کوئی جدوجہد نہ کریں۔

کیا کوئی احمدی بہن یہ برداشت کرنے کے لئے تیار ہوگی کہ موجودہ زمانہ میں جہاد کا یہ واحد ذریعہ انکے ہاتھوں سے چھٹ جائے۔ اگر نہیں تو آپ مصباح کے متعلق اپنی جدوجہد کو تیز کریں۔ اس کے حلقہ اشاعت میں توسیع کریں۔ کیونکہ جس قدر توسیع ہوگی اسی قدر پیغام احمدیت زیادہ لوگوں تک پہنچے گا۔ اور اسی قدر زیادہ آپ ثواب کی مستحق ہونگی پس ضروری ہے کہ ہم اپنی انتہائی کوشش صرف کریں اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک کہ اس کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا لیں۔ گو مصروفیات ہوتی ہیں۔ لیکن تھوڑا بہت وقت ضرور نکال کر اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر آپ مصباح کی توسیع کے لئے اپنا تھوڑا سا وقت بھی صرف کرینگی تو اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جائیں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم بہنو! جب ہمارے جہاد کیلئے یہی ذریعہ ہے۔ تو کیوں پس و پیش کریں۔ کیوں نہ فرصت اولین میں اسکی طرف متوجہ ہوں۔ کیوں نہ جہاد کیلئے صحابیات کی مانند ہمارے دلوں میں تڑپ پیدا ہو۔ اور کیوں ہمارے دلوں میں جوش پیدا نہ ہو۔ آپ صحابیات کے کارنامے پڑھتی ہیں تو بے اختیار کہہ اٹھتی ہیں کہ کاش خدا نے ہمیں بھی ایسا موقعہ عطا کیا ہوتا۔ حالانکہ یہ ویسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر موقعہ ہے۔ آپ اس جہاد سے اسی ثواب کی مستحق ہو سکتی ہیں جو صحابیات نے حاصل کیا۔

مصباح نہایت کمزور حالت میں ہے وہ خود بخود کھڑا ہونیکے قابل ہرگز نہیں اسے آپکے سہارے۔ توجہ اور مدد کی ضرورت ہے۔ یہ آپکا واحد رسالہ ہے۔ اسوقت اسے وہی اہمیت حاصل ہونی چاہیئے جو اکلوتے بچہ کی ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ بفضل خدا دنیا میں ہر جگہ پھیل چکی ہے اگر صرف ہندوستان کی بہنیں اس طرف متوجہ ہوں تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ وہ اپنے ایک نہایت اہم فرض کو بھلائے بیٹھی ہیں۔ اس ضمن میں خصوصاً لاہور۔ دہلی اور سیالکوٹ کی ناصرات الاحمدیہ سے مخلصانہ شکوہ ہے۔

میں تمام احمدی بہنوں اور خصوصاً مصباحی بہنوں کی خدمت میں مؤدبانہ اور پُر زور الفاظ میں اسکی ترقی کے لئے درخواست کرتی ہوں۔ تمام احمدی بہنیں مصباح کی اشاعت میں حصہ لیں اور ہر بہن اپنے اُوپر یہ فرض کرے کہ وہ ہر سال یا چھ ماہ کے بعد دو تین خریدار ضرور مہیا کرے گی۔

(امۃ السلام قادیان)

ہم اور ہمارا "مصباح"

یہ وہ زمانہ ہے جس سے قریباً ہر نبی نے اپنی اُمت کو ڈرایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک بدی پورے زور کے ساتھ پھیلی ہوئی تھی اور ہر طرف گناہوں کے سیلاب دنیا کو تباہ کر رہے تھے۔ عوام کا تو کہنا ہی کیا۔ وہ لوگ جو اپنے آپ کو انبیاء کی اولاد یا سید الانبیاء حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت کے وارث قرار دیتے تھے۔ وہ بھی روحانیت سے کوسوں دُور جا پڑے تھے۔

ایسے وقت میں خداوند عالم نے اس موعود کو بھیجا جس کی آمد کے متعلق قرآن کریم، احادیث، وید، بائبل اور گیتا وغیرہ میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اس مقدس نبی نے جو تمام جہان کی ہدایت کیلئے آیا۔ اپنے قلم سے وہ زبردست کتب تصنیف فرمائیں جن سے ادیانِ باطلہ کے عقائد اصولی طور پر کچل دیئے گئے۔ آپ نے اپنے قلم سے ہزاروں لاکھوں تلواروں سے بھی نہ ہونے والا عظیم الشان جہاد کر کے یہ بات روز روشن کی طرح واضح فرما دی۔ کہ آجکل کتابوں، رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ ہی دین کی خدمت ہو سکتی ہے۔ دشمنانِ اسلام بھی کتابوں، رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ اسلام پر خطرناک حملے کر رہے تھے۔ اور اس زمانہ کی جنگ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قلمی اور دلائل کی جنگ تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم نے اذا الصحف نشرت کے الفاظ میں ظاہر فرمایا تھا۔ اسی لئے سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم سے ادیانِ باطلہ کو شکست فاش دیکر اسلام کا بول بالا کیا اور اپنی جماعت کو یہ سبق سکھایا کہ وہ بھی تحریر کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اخبارات اور رسالوں کے ذریعہ دینی خدمت کو ہمیشہ سرانجام دیتے رہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں حضور کے عہد مبارک میں اخبار الحکم اور بدر جاری ہوئے جن کے ذریعہ دور دراز تک حضور کا مقدس پیغام پہنچا پھر اسی مقدس کام یعنی خدمت اسلام کی غرض سے ہمارا زنانہ رسالہ "مصباح" جاری کیا گیا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ تبلیغ اور خدمت دین جو کہ انبیاء علیہم السلام کا پاکیزہ ورثہ ہے اس سے ہم احمدی عورتیں بھی حصہ لے سکیں۔ اور فی الحقیقت یہ ہم احمدی عورتوں کے لئے ایک بے نظیر انعام اور نعمتِ عظمیٰ ہے۔ مگر افسوس کہ ہم میں سے اکثر بہنوں نے اس نعمت کی قدر نہیں کی جس کے باعث ہمارا عزیز رسالہ موت و حیات کی کشمکش میں مُبتلا نظر آتا ہے۔ مَیں آج غمزدہ دل کے ساتھ احمدی بہنوں سے عرض کرتی ہوں کہ آج جبکہ سب مذاہب اپنے اپنے مذہب کی ترقی کے لئے رسالے اور اخبار جاری کر رہے ہیں۔ اور ہماری جماعت بھی خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔ ایسی حالت میں ہمارا واحد رسالہ بھی خدانخواستہ اگر بند ہو جائے تو اس سے بڑھ کر ہمارے لئے افسوس کا مقام اور کونسا ہوگا۔ میری محترم بہنو! مصباح کا بند ہو جانا نہ صرف ہم کو تبلیغ جیسی نعمتِ عظمیٰ سے محروم کر دیگا۔ بلکہ اس میں ہماری بدنامی بھی ہے۔ اس لئے میں اِن چند سطور کے ذریعہ اپنی سب بہنوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ وہ مصباح کو جلد سے جلد ترقی کے اعلیٰ مقام تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ جب ہمارے مرد کئی اخباروں کو چلا رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم عورتیں ایک رسالہ کو بھی نہ چلا سکیں۔ یہ محض ہماری سستی کا نتیجہ ہے۔ مصباح کا سالانہ چندہ تو اتنا بھی نہیں جتنا ہم ایک اچھے دوپٹہ پر خرچ دیتی ہیں۔ پھر جبکہ سال بھر میں ہم صرف ایک دوپٹہ ہی نہیں بلکہ کئی کئی کپڑے بنواتی ہیں۔ تو دین کی خدمت کیلئے دو روپے سالانہ دینا ہمارے لئے کیا مشکل ہے۔ میرے خیال میں چندہ کی دو صورتیں ہونی چاہئیں۔ وہ بہنیں جن کے خاوند پچاس روپے سے کم تنخواہ پاتے ہوں وہ تو دو روپے سالانہ چندہ دیں۔ مگر جن کے شوہر پچاس روپے سے زیادہ تنخواہ لیتے ہوں وہ سالانہ پانچ روپے ادا کیا کریں۔ پہلی قسم کی بہنیں خریدار اور دوسری قسم کی بہنیں معاون ہوں۔ اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ وہ اس سے بھی زیادہ دیں۔ یہ رقم بہر صورت پیشگی ہم سب کو ادا کرنی چاہیئے۔ تاکہ مصباح باقاعدہ شائع ہوتا رہے۔

(مطلوبہ خاتون زہرہ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصباح کی بہنوں سے خطاب

مصباح احمدی خواتین کا واحد رسالہ ہے مگر افسوس کہ خواتین کی عدم توجہ کی وجہ سے اسے ہمیشہ مالی مشکلات درپیش رہتی ہیں۔ پہلے یہ رسالہ پندرہ روزہ تھا۔ مگر پھر ماہوار ہوگیا۔ اور اب حالت یہ ہے کہ ماہوار بھی باقاعدگی کے ساتھ شائع نہیں ہوتا۔ ایک ترقی یافتہ جماعت کی خواتین کی اگر یہ حالت ہو کہ وہ اپنے ایک چھوٹے سے رسالہ کو بھی پوری طرح نہ چلا سکیں تو کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ یہ درست ہے کہ ہماری احمدی بہنیں دین کی خاطر اور بہت سی قربانیاں کر رہی ہیں۔ مگر ان قربانیوں کی وجہ سے وہ اپنے اس فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتیں جو اشاعتِ مصباح کے سلسلہ میں ان پر عائد ہوتا ہے بعض بہنوں کو جب کہا جاتا ہے کہ آپ مصباح کی خریدار بنیں۔ تو وہ یہ جواب دے دیتی ہیں کہ "اسکی خریداری کی ہمیں چنداں ضرورت نہیں کیونکہ یہ رسالہ کوئی دلچسپ نہیں مضمون وغیرہ لڑکیوں کے ہوتے ہیں اور پھر مہینہ بھر چند ورقوں کا انتظار کون کرے"۔ مجھے ایسے جواب سے سخت حیرت ہوتی ہے۔ کہ جب آپ بہنیں ہی اس کی خریدار بن کر اس کی مدد نہیں کرتیں تو یہ رسالہ کس طرح دلچسپ ہو۔ جہانتک میرا خیال ہے مذہبی نقطۂ نگاہ سے اسکے مضامین کافی دلچسپ ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی انہیں غور سے پڑھ کر فائدہ اٹھائے۔ ابھی گذشتہ سالانہ جلسہ کا ذکر ہے کہ دفتر سے مصباح فروخت ہونے کیلئے جلسہ گاہ میں پہنچائے گئے۔ اور مجھے بھی فروخت کرنے کیلئے دیئے گئے۔ لیکن افسوس کے ساتھ لکھتی ہوں کہ باوجود کافی کوشش کے کئی ہزار خواتین کے مجمع میں میں ایک مصباح بھی فروخت نہ کر سکی جس بہن کے سامنے پیش کیا جاتا۔ وہ یہ کہکر ٹال دیتیں کہ ہمیں ضرورت نہیں۔ حالانکہ بہنیں ڈیڑھ دو آنہ کے پیسے دے کر مصباح کا پرچہ خرید سکتی تھیں۔ جب احمدی بہنیں خود اپنے اخبار کو اس طرح ٹھکرائینگی تو وہ ترقی کس طرح کر سکے گا۔ کاش تمام بہنیں اس خیال کو اپنے دل میں جگہ دیں کہ اگر یہ اخبار دلچسپ نہیں تو ہم اسے دلچسپ بنانے کی کوشش کریں۔ اس کا چندہ وقت پر ادا کریں۔ دوسروں کو اس کی خریداری کی طرف متوجہ کریں۔ اس کے لئے اعلےٰ سے اعلےٰ مضامین لکھیں اور دوسروں سے لکھوائیں تاکہ ہمارا یہ رسالہ دلچسپ اور ہمارے خیالات کی ترجمانی کرنے والا ہو۔ مگر نہیں بہنوں کی حالت اسکے برعکس ہے۔ پھر یہ رسالہ کس طرح ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو۔ پس تمام مصباحی بہنیں کوشش کریں کہ ہمارا اخبار دلچسپ ہو۔ ظاہری لحاظ سے شاندار ہو اور مستورات میں نیک خیالات پھیلانے۔ تبلیغ احمدیت کرنے۔ اور احمدی بچیوں کو حقیقی احمدی بنانے میں مددگار ہو۔ اس کے بعد ان احمدی بہنوں سے جو مصباح کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریدار نہیں یہ درخواست کرتی ہوں کہ آپ نہ صرف اس رسالہ کی خریدار بنیں بلکہ اس کو اپنے علمی و ادبی مضمونوں سے مزین کریں۔ یہ کہکر کہ "لڑکیوں کے مضمون ہوتے ہیں" مصباح کو اپنی مدد سے محروم نہ کریں۔ یہ امر تو ظاہر ہے کہ جب قوم کی مائیں اس طرف توجہ نہ کریں گی تو مجبوراً لڑکیوں کو ہی کرنی پڑے گی۔ اور پھر یہ کوئی بُری بات بھی نہیں کہ لڑکیاں مضمون لکھتی ہیں بلکہ یہ تو ایک قابلِ فخر امر ہے کہ جماعت کی یہ نسل خدا کے فضل سے علم دین رکھنے والی اور ذہین و فہیم ہے۔ پس آپ لڑکیوں کے حوصلے بڑھائیں۔ اور خود بھی مصباح کی مالی اور قلمی امداد کریں۔

(امۃ الرحمٰن رقیہ بیگم قادیان)

صرف ایک گذارش

مصباح احمدی خواتین کا واحد اخبار ہے۔ حق تو یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں شائد ہی اردو میں کوئی ایسا خواتین کا رسالہ ہو جو مضامین کی بلندی اور خیالات کی پاکیزگی میں مصباح کی ہمسری کر سکے۔ مصباح دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی فیوض کو طبقہ نسواں تک پہنچانے کا ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس میں کوئی دوسرا اخبار اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس اخبار کے بقا۔ اور اس کی ترقی کی تمامتر ذمہ واری احمدی بہنوں پر عائد ہوتی ہے۔ اور دراصل یہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم کارکنانِ مصباح کا ہاتھ بٹائیں۔ اور دامے درمے۔ سخنے ان کی مدد کریں۔ لیکن صورتِ حال یہ ہے کہ باوجود جناب مینیجر صاحب مصباح کے بار بار اعلانوں اور یاددہانیوں کے بہنیں چندہ کی ادائیگی میں کوتاہی برتتی ہیں۔ اور اگر وی پی روانہ کیا جائے تو اُسے واپس کر کے اُلٹا اخبار کا مالی نقصان کر دیتی ہیں۔ میرا دل یہ دیکھ کر کڑھتا ہے۔ کہ اپنے قیمتی خزانہ کی طرف سے اتنی غفلت کا اظہار کیوں ہے۔

اسی طرح الفضل کی خریداری اور تحریک جدید کے چندہ کی ادائیگی کی طرف سے غفلت، بہت افسوسناک ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ بغیر کسی کی یاددہانی کے ہم اپنا فرض بخوشی بجالاتیں۔ نہ یہ کہ یاددہانیوں پر بھی متوجہ نہ ہوں۔

میں خداوند کریم سے دُعا کرتی ہوں۔ کہ وہ مجھ کو اور تمام بہنوں کو توفیق دے کہ ہم سب مصباح کیطرف توجہ کریں۔ اور اپنے فرض کی ادائیگی میں کسی غفلت اور کوتاہی سے کام نہ لیں۔ (زینب حسن کرور)

مصباح:۔ محترمہ موصوفہ نے مصباح کی اعانت کے سلسلہ میں پانچ روپیہ کی رقم ارسال فرمائی ہے۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء۔ دیگر بہنوں کو بھی اس نیک نمونہ کی تقلید کرتے ہوئے اپنے اخبار کی مدد میں حصہ لینا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

۵۷۷۰ منکہ عزیزہ بیگم زوجہ حسن خان قوم عجانہ عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن حال مٹھہ ٹک سٹیشن ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے زیور قیمتی -/۱۵۰ روپے میرے پاس موجود ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) چوڑیاں طلائی قیمتی -/۸۰ روپے۔ کانٹے طلائی قیمتی -/۴۰ روپے۔ انگوٹھی طلائی -/۲۰ روپے۔ لچھے نقرئی قیمتی -/۱۰ روپے۔ کل -/۱۵۰ روپے۔ اسکے علاوہ میرا حق مہر مبلغ -/۴۰۰ روپے ہے جو ابھی تک میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ میں مذکورہ بالا جائیداد قیمتی -/۵۵۰ روپے کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ اپنی زندگی میں کرونگی۔ ہاں اگر میری وفات کے بعد اگر کوئی اور میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ: عزیزہ بیگم بقلم خود گواہ شد: حسن خاں عجانہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد: مستری فیروز الدین بقلم خود قادیان۔ گواہ شد: اسد اللہ خاں سکنہ لونسیانی ضلع ڈیرہ غازیخاں

۵۷۷۱ منکہ حشمت بی بی بیوہ عبد اللہ قوم راجپوت بھٹی پیشہ ترکھان عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت یکم جون ۱۹۲۵ء ساکن لودی ننگل ڈاکخانہ فتحگڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا ایک مکان واقعہ سکنہ لودی ننگل تحصیل بٹالہ میں ہے جو خام ہے۔ اور ایک کوٹھڑی ایک دالان آگے برآمدہ اور صحن سفید قیمتی مبلغ ڈیڑھ صد روپیہ کا ہے۔ اور ایک ہس چاندی کا وزنی ۳۲ تولہ قیمتی مبلغ اٹھارہ روپے اور برتن و پارچات وغیرہ مبلغ تیس روپیہ کے ہیں۔ کل میری جائیداد دو سو روپیہ کی ہے۔ جسکی وصیت میں آٹھواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی آمدنی نہیں ہے۔ میرا گذارہ اسوقت اپنے لڑکے کے ساتھ رہتی ہوں۔ میری وفات کے وقت اس جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد اگر ثابت ہو تو اس حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم یا جائیداد بمد وصیت ادا کرکے رسید خزانہ حاصل کرلوں تو یہ رقم وصیت سے منہا سمجھی جائیگی۔ الامۃ: حشمت بی بی بیوہ عبد اللہ راجپوت سکنہ لودی ننگل نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: میاں علم دین سکرٹری جماعت احمدیہ لودی ننگل۔ گواہ شد: مولوی اکرم دین پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لودی ننگل۔

۵۷۷۲ منکہ سنجیدہ بیگم بنت سید حافظ عبد المجید صاحب مرحوم قوم سید عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کمرشیل ہوس منصوری ضلع ڈیرہ دون صوبہ یو۔پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائیداد جس کی آمد پر میرا گذارہ ہے اس کی موجودہ قیمت قریباً چار ہزار روپیہ ہے اور یہ جائیداد مجھے اپنے والد صاحب مرحوم کیطرف سے ورثہ کے طور پر ملی ہے۔ اور اس وقت میرے دوسرے بہن بھائیوں اور والدہ صاحبہ کے حصوں کے ساتھ شامل ہے۔ اور یہ سب جائیداد غیر منقولہ منصوری میں واقعہ ہے۔ اور منصوری میونسپل بورڈ میں ورثاء سید عبد الحمید صاحب مرحوم کے نام پر درج ہے۔ الامتہ:۔ موصیہ سنجیدہ بیگم۔ گواہ شد: سید عبد الحی کمرشیل ہوس منصوری۔ حال وارد قادیان گواہ شد:۔ مرزا شریف احمد۔

۵۷۶۹ منکہ شاہ زمانی بیگم بنت سید حافظ عبد المجید صاحب مرحوم قوم سید عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کمرشیل ہوس منصوری ضلع ڈیرہ دون صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ بہ ۱۲/۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ میری موجودہ جائیداد جسکی آمد پر میرا گذارہ بھی ہے اسکی موجودہ قیمت قریباً چار ہزار روپیہ ہے۔ اور یہ جائیداد مجھے اپنے والد صاحب مرحوم کیطرف سے بطور ورثہ ملی ہے۔ اور اسوقت میرے دوسرے بہن بھائیوں اور والدہ صاحبہ کے حصوں کے ساتھ شامل ہے۔ اور یہ سب جائیداد غیر منقولہ ہے۔ اور منصوری میں واقعہ ہے۔ اور میونسپل بورڈ میں ورثاء سید عبد الحمید صاحب مرحوم کے نام پر درج ہے۔ فقط الامتہ: موصیہ سیدہ شاہ زمانی بیگم۔ گواہ شد:۔ عبد الحی کمرشیل ہوس منصوری حال وارد قادیان۔ گواہ شد:۔ مرزا شریف احمد۔

۵۷۶۵ منکہ امتہ البشیر بیگم زوجہ ڈاکٹر عبد الغنی صاحب قوم احمدی عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن سنور ڈاکخانہ خاص ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ بہ ۱/۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت باقاعدہ ماہوار یا سالانہ آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اور نہ ہی میں کسی جائیداد غیر منقولہ کی مالکہ ہوں۔ میری جائیداد فقط ایک ہار طلائی مالیتی ۱۸۰/- روپے۔ سنگر مشین ۱۵۰/- روپے۔ کانٹے طلائی قیمتی ۴۰/- روپے ہیں۔ میں اس کل جائیداد مالیتی ۳۷۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ بقدر مبلغ ۲/۳۷ روپے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ عالیہ قادیان دارالامان کرتی ہوں۔ میری جو جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقم میں داخل خزانہ کر دوں۔ وہ کل رقم واجب وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔ میں اپنا مہر اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ ربنا توفنا مع الابرار۔ والسلام بہ ۱/۲۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الامۃ: امۃ البشیر بیگم زوجہ ڈاکٹر عبد المغنی صاحب احمدی انبالہ شہر۔ گواہ شد: عبد المغنی سب اسسٹنٹ سرجن انبالہ شہر۔ بحروف انگریزی۔ گواہ شد: عبد الغنی احمدی بقلم خود خسر موصیہ انبالہ شہر۔

۵۸۶۴ منکہ جنت بی بی زوجہ چوہدری غلام حسین صاحب قوم سودھرا ساکن چک $\frac{95}{\text{شمالی}}$ سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{\text{بہ}}$ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے:۔

(۱) مہر مبلغ ڈھائی صد روپیہ جسکی ادائیگی میرے لڑکے مولوی محمد یار صاحب کے ذمہ ہے۔

(۲) نقد مبلغ ڈیڑھ صد روپیہ۔ اس کے سوا میری اور کوئی جائیداد نہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامۃ: نشان انگوٹھا جنت بی بی موصیہ۔ گواہ شد: محمد یار عارف راقم الحروف پسر موصیہ۔ گواہ شد: (مولوی) نور احمد بقلم خود کلرک بیت المال۔

نوٹ: والدہ صاحبہ کا حصہ جائیداد ادا کرنیکا میں ہر طرح ذمہ دار ہوں۔ خاکسار محمد یار عارف کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

درخواستِ دعا	میری ہمشیرہ اقبال خانم صاحبہ بہت بیمار ہیں۔ انکی صحت کیلئے دعا فرمائی جائے

(کرم الہی ... بیگم ... قلعہ صوبا سنگھ)

مشہور دائی مائی بیگم کے پچاس سالہ تجربہ کا نچوڑ

رجسٹرڈ
مصورین
یعنی
اکسیر سیلان الرحم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام جسمانی [illegible] کو ٹھیک کرنے کے علاوہ ان کی بہت سی شکایتوں کو رفع کر دیتی ہے مثلاً سیلان الرحم جریان الرحم [illegible] یا [illegible] سفید یا زرد رطوبت کا خارج ہونا جس کی وجہ سے عورتیں [illegible] کمزور ہو جاتی ہیں۔ کمر میں درد رہتا ہے اور آنکھوں کے آگے [illegible] اندھیرا آجاتا ہے۔ کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ان [illegible] کے لئے یہ دوا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اور [illegible] دوا کا استعمال اس [illegible] بیماری کو جڑ سے اکھاڑ [illegible] کے لئے [illegible] دور کر دیتی ہے۔

[illegible] اگر ہر ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد اس دوا کو [illegible] استعمال کرے تو اس کی تمام خرابیاں جو بچہ پیدا ہونے کے بعد [illegible] رفع ہو جاتی ہیں اور دوشیزگی کی شکل [illegible] اس دوا سے [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] کیفیت میں بالکل نیا تغیر پیدا ہو جاتا [illegible] دوا میں عجیب تاثیر رکھی ہے زیادہ تعریف [illegible] سے [illegible] اشارہ کافی ہے [illegible] کو [illegible] کرتی ہے

ترکیب استعمال [illegible] ۱۵ [illegible] روز کی دوائی [illegible]

نوٹ: عورتوں کی [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] رکھی جاتی ہے

جواب کے لئے [illegible] آنا ضروری ہے

دوائی ملنے اور خط و کتابت کا پتہ

مشہور دائی مائی بیگم جالندھر شہر